پسند فرمودہ

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا محمد یامین صاحب مدظلہ

استاذ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ

مؤلف

مولوی محمد حاکم قاسمی

ثاقب بکڈپو دیوبند ۲۲۷۵۵۴

بلّغوا عنّی ولو آیہ

طلباء مدارس کیلئے نایاب تحفہ

خطیب کی للکار

پسند فرمودہ

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا محمد یامین صاحب

استاذ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ

مؤلف

(مولوی) محمد حاکم غفرانی

شاہجہانی کتبخانہ نزد دار القرآن جامعہ خادم الاسلام ہاپوڑ یوپی

M-09259220746

تفصیلات

نام کتاب : خطیب کی للکار

نام مرتب : محمد حاکم گلشن گنجوی

نام کاتب : عبدالغفار گڈاوی

پسند فرمودہ : شیخ ثانی حضرت مولانا محمد یامین صاحب

جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

کمپوزنگ : حسین احمد مظاہری الرشید پرنٹرس، ہاپوڑ

ناشر : شاہجہاں کتب خانہ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ

سن طباعت : ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۶ھ

تعداد صفحات :

قیمت :

ملنے کے پتے:

اقبال بکڈپو میرٹھ

مکتبہ یاسر، دیوبند وسہارنپور

مکتبہ حجازیہ، دیوبند وسہارنپور

فہرست

انتساب

بندہ اپنی اس حقیر سی کاوش کو اولاً اس شخصیت کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرر ہاہوں جس کا کردار چاند سے زیادہ حسین اور آفتاب سے زیادہ روشن جس سے میری مراد غارِ حراء کے پناہ گزیں، گنبد خضریٰ کے مکیں رحمۃ للعالمین ﷺ ہے۔

آیاہوں تیرے در پہ خاموش نوالے کر
نیکی سے تہی دامن امید سخا کر

اور درسگاہ شاہجہانی جامعہ عربیہ خادم الاسلام کے اس نورانی ماحول کے نام جس سے بندہ میں کچھ لکھنے پڑھنے کا شعور بیدار ہوا اور ان بالغ نظر مبلغین ومفکرین کے نام کہ جنھوں نے قرآن وحدیث کے انمول موتی اور جواہر پاروں سے ہر موڑ پر امت کی دستگیری فرمائی۔ اور ان والدین کے نام جنھوں نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود بندے کی انگلی پکڑ کر مدارس عربیہ کے ماحول میں داخل فرما کر احسان عظیم کیا۔ ان کی دعاء سحر گانہ سے بندہ اس قابل ہوا۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ آخرت بنائے اور تمام مشفقین ومحبین کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔

خاکپائے اساتذۂ کرام
محمد حاکم بن سیف الدین
ساکن بہادر گنج ضلع کشن گنج، بہار

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ الکریم اما بعد!

تمام حمد وستائش اس ذات کے لئے سزاوار ہے کہ جس نے انسان کو اس عالم آب وگل میں اپنی ان گنت نعم ظاہری وباطنی سے سرفراز فرمایا اور اس پتلہٗ خاکی میں علمی قوت ودیعت فرمائی تاکہ انسان حسن عمل کو بروئے کار لاکر رضائے الٰہی مستحق ہوسکے چنانچہ اسی مقصد کے تئیں ''خطابت کی للکار'' نامی کتاب کو ترتیب دینے کا داعیہ پیدا ہوا۔ جس سے میں بھی انگلی کٹا کر شہیدوں کی فہرست میں درج کراسکوں۔

ویسے تو ہزاروں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جس سے ہزاروں افراد اپنی اپنی بساط کے مطابق سیرابی حاصل کررہے ہیں اسی امید کے ساتھ تشنہ لبوں کی تشنگی کو دور کرنے کی ایک ناتمام کوشش کی ہے اللہ رب العزت اسکو قبول فرمائے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں تذکرہ نہ کروں ان حضرات اساتذہ کرام کا جن کی دعاؤں کے طفیل بندہ اس مقام پر پہنچا جن میں سرفہرست حضرت مولانا مفتی محمد ایوب صاحب دامت برکاتہم وجناب حضرت مولانا مفتی مقصود صاحب دامت برکاتہم وجناب حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم وجناب حضرت مولانا محمد یامین صاحب مدظلہ العالی وجناب حضرت مولانا کمال الدین صاحب وجناب حضرت مولانا ظہیر احمد اظہر صاحب وجناب حضرت مولانا مفتی غلام نبی صاحب خاص طور پر استاذِ مکرم جناب حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب استاذ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ کا

جن کی شفقت پدری اور خطابت کی جادو بیانی وسحر انگیزی سے متاثر ہوکر بندہ نے اس میدان میں قدم رکھا کہ جس سے اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کا سلیقہ اور شعور جاگ اٹھا اس لئے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان حضرات کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم فرمائے۔

لیکن بتقاضہ کچھ نہ کچھ غلطیوں اور خامیوں کا ہونا ناگزیر ہے کیوں کہ ضابطہ خداوندی ہے کہ یأبیٰ الله این یصح کتاب بعد کتابہ۔ لہذا جو شخص چشم بینا وذوق سلیم اور وصف مستقیم سے متصف ہوگا۔ وہ از راہ خیر خواہی غلطیوں سے آگاہ کرے گا۔ ورنہ خذ ماصفا ودع ماکدر کے تحت کتاب سے ممکنہ استفادہ کی کوشش کرے گا۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت اس سعی کو قبول فرمائے اور ان تمام حضرات کو کہ جنھوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے کسی بھی طرح سے تعاون کیا ان سبھوں کو قبول فرما کر بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

خاکپائے اساتذۂ کرام جامعہ عربیہ خادم الاسلام

محمد حاکم بن سیف الدین

ساکن بہادر گنج ضلع کشن گنج

شریک دورۂ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث وفقہ، جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم امابعد!

دل کی آواز دوسروں تک پہنچانا اور اپنے مافی الضمیر کو اچھوتے انداز میں بیان کرنا روز ازل سے ہی جاری وساری ہے جس پر مختلف شواہد موجود ہیں اور یہ بات بھی مسلمات میں سے ہے کہ یہ ہر کس وناکس سے باہر ہے کیوں کہ

تامرد سخن نگفتہ باشد　　عیب وہنرش نہفتہ باشد

انسان کے کھرے کھوٹے اور اس کے اخلاق وزبان سے واقف اور آشنا ہونے کے لئے کافی ووافی ہے لیکن مجھے خوشی ہے کہ ہمارے جامعہ کہ ایک اچھے لب ولہجہ اور آواز کے زیر وبم سے متاثر کردینے والے اور دوسروں تک اپنی دل کی آواز بلا جھجک پیش کردینے والے منفرد اور یکتا طالب علم عزیزم محمد حاکم سلمہٗ شریک دورۂ حدیث نے زیر نظر کتاب کو ترتیب دینے میں اپنی علمی سعی اور جہد مسلسل کا نمونہ پیش کیا ہے۔ بندہ نے مضامین کو دیکھا اور بعض مقامات پر تصحیح فرمائی ہے۔ مضامین نہایت عمدہ اور انداز بیاں سہل ہے۔ اللھم زد فزد.

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت مرتب کی کاوش کو قبول فرما کر دارین میں نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

عبدالرحمٰن بلندشہری

خادم التدریس والافتاء جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب صاحب

استاذ حدیث وفقہ جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

حامداًو مصلیاً!

درسی مشاغل اور تکرار و مطالعہ کے ساتھ تصنیفی کاموں کے لئے وقت نکال لینا علمی ذوق وشوق کی علامت ہے، عزیزم مولوی محمد حاکم کشن گنجوی متعلم دورۂ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ نے مختلف موضوعات پر چند تقریریں مرتب کر کے اسی ذوق وشوق کا ثبوت پیش کیا ہے۔

امید ہے کہ طلباء عزیز اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔

خدا تعالٰی مرتب کی صلاحیتوں میں اضافہ فرمائے اور علم میں برکت عطا فرمائے نیز طلبۂ عزیز کے لئے اس کتاب کو مفید بنائے۔ آمین

طالب دعاء

محمد ایوب

خادم التدریس جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

۱۱/۷/۱۴۳۶ھ

باسمہ تعالیٰ

تقریظ

امام المنطق والفلسفہ حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب اظہر قاسمی

استاذ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

آسمانِ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ پر ہزاروں ستارے جگمگائے جس میں سینکڑوں آفتاب ومہتاب بن کر اپنی نورانی شعاعوں سے دور دراز قرب وجوار کے ظلمت کدوں کو روشنی بخشی۔ انھیں میں سے ایک نورانی ستارہ عزیز مولوی محمد حاکم بھی ہیں جنھوں نے حمد باری سے اپنے مشفقین ومحبین اساتذۂ گرامی قدر کی نگرانی وسرپرستی میں رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی ہے بچپن سے ہی عزیز موصوف اپنی فطری صلاحیتوں کے سبب اساتذہ کی توجہات کا مرکز بنے رہے اور اظہار مافی الضمیر کو سلیقہ کے ساتھ ادا کرنے کی کامیاب کوشش کرتے رہے۔

بالائے سرش زہوشمندی　　　　می تافت ستارۂ سربلندی

زیر نظر کتاب ''خطیب کی للکار'' ان کی تقریری استعداد کا شاہکار ہے یہ بات ہر ذی شعور کے نزدیک مسلم ہے کہ دل کی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے دو ہی ذریعہ ہیں۔ نوک قلم ونوک لسان۔ موجودہ کتابچہ ان ذرائع کو حاوی ہے جس میں مختلف مضامین وموضوعات کو خطابت کے پیرایہ میں جمع کیا گیا ہے جس سے ہر طالب علم اپنی حیثیتِ استعداد کے مطابق فیضیاب ہوگا۔

دلی دعاء ہے کہ رب کریم مؤلف اور قارئین کے خلوص ومحنت پرمبنی اس گراں قدر تحفہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور خاص وعام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیقِ کامل بخشے۔

ظہیر احمد اظہر قاسمی

خادم الند ریس والطلبہ جامعہ عربیہ خادم السلام، ہاپوڑ

تقریظ لطیف

جناب حضرت مولانا مفتی مستقیم صاحب مظفرنگری

مفسر قرآن واستاذ فقہ جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

بالائے سرش زہوشمندی　　می تافت ستارۂ سربلندی

خطابت اپنی آواز مؤثر پیرایہ میں دوسروں تک پہنچانے کا ایک عمدہ ترین ذریعہ ہے اس فن نے ہر زمانہ میں اپنا لوہا منوایا ہے اور عوام وخواص سے خراج تحسین پیش کیا ہے ور اپنی افادیت کا ہر ایک کو قائل بنادیا ہے جس نے اس فن کو سینہ میں بسایا وہ اکیلا ایک جماعت نظر آتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں انسانوں کے قلوب پر حکمرانی کرنے لگتا ہے۔ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اظہار، مافی الضمیر کے لئے انسان کے پاس دو ہی مؤثر ہتھیار ہوتے ہیں ایک تقریر دوسرا تحریر۔ ان ہی دونوں ذرائع سے انسان اپنے جذبات اور قلبی احساسات کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ تاریخ انسانی میں جب سے زبان نے ادب کا پیراہن زیب تن کیا ہے تب ہی سے علمی دنیا میں اس باضابطہ تہذیب وثقافت کا درجہ حاصل کرلیا ہے۔

انسان خواہ کتنا ہی باصلاحیت ہو اگر بہتر طور پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرپاتا تو اس کے زندہ خیالات بھی مثلِ مردہ ہوجاتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت مسلم ہے کہ تحریر وخطابت کا فن ہر ایک کو نہیں آتا بلکہ یہ ایک عطائے ربانی ہے۔ جو خال خال لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔ قحط الرجال کے اس دور میں جبکہ کام کے افراد کی قلت ہے اور علم وتحقیق تہذیب وشائستگی اور کمال وجامعیت کی تلاش کی جائے تو انسانی بازار میں یہ متاعِ گراں مایہ مشکل سے ہی ملے گی۔ ایسے افراد انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔

مگر یہ قادر قیوم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں کہ جب وہ اندھیروں کو فنا اور سیاہ رات کی تاریکی کو محو کرنا چاہتا ہے تو آسمان فلکیت پر آفتاب کو طلوع کر کے کائنات کو اجالا مرحمت فرمادیتا ہے اور وہ جب کام لینے پر آتا ہے تو اس کے قانون میں عمر اور بڑائی کو کوئی گنجائش حاصل نہیں کبھی نوخیز

لوگوں سے بھی وہ بڑے بڑے کام لے لیتا ہے۔امام نوویؒ شارح مسلم، حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، خاتم المحدثین حضرت علامہ کشمیری ومرشد الامت حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب صاحبِ امدادالاصول وجامع الفتاویٰ وغیرہ یہ حضرات وہ ہیں جن سے مختصر مدت میں اللہؔ نے وہ کام لیا جو بہت سے لوگوں سے بڑی عمر میں بھی نہیں لیا۔تاریخ کے صفحات گواہ ہیں اس امت کی تاریخ میں کوئی صدی ایسی نہیں گزری جس میں ایسے جانباز، غیور اور حق پرست موجود نہ رہے ہوں۔ہمارے جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ کے کچھ ایسے سپوت بطل نوخیز عزیزم مولوی محمد حاکم کشن گنجوی متعلم دورۂ حدیث شریف ہے۔جن کو من عنداللہ عقل ودانش، علم وکمال، خطابت وتکلم کا وافر حصہ ملا۔اس باحوصلہ ولد صالح نے جامعہ کے گہوارۂ علم وفن سے اساتذۂ کرام کی نگرانی وسرپرستی میں از ابتدائی فارسی تا دورۂ حدیث علم کی تکمیل کی ہے۔ایام تعلیم انتہائی شفافیت اور تعلیمی انہماک وجستجو میں گزارے۔موصوف میں اظہار مافی الضمیر کی جھلک ابتداء سے ہی نظر آتی تھی۔تلاش وجستجو کا مزاج ہمیشہ رہا۔جس پر حق جل مجدہٗ کا ضابطہ ہے کہ وہ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔عزیز موصوف نے اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی ابتداء ''خطیب کی للکار'' ایک عمدہ مجموعہ سے کی ہے۔راقم الحروف نے مشورہ کو کافی حد تک پڑھ کر دیکھا۔عنوانات کا انتخاب بھی عمدہ ہے اور معلومات فراہم کرنے میں بھی عرق ریزی نظر آئے گی۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء

یوں تو ترقیات کی کوئی حد نہیں ہوا کرتی جو جتنا آگے بڑھتا ہے خلاق عالم اس کے لئے راہیں ہموار کردیتا ہے۔

میں بارگاہ ایزدی میں دعاء گو ہوں کہ رب ذوالجلال اس کتاب کو امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے قبول فرمائے اور اس کا نفع عام وتام فرمائے، افادیت کو دائمی بنائے اور مرتب کو دائماً علمی مشاغل میں انہماک عطا فرمائے۔اور تمام شرور وفتن سے محفوظ فرمائے آمین

محمد مستقیم

تقریظ

حضرت مولانا سیف اللہ صاحب بردوانی

استاذ حدیث وفقہ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ

حامداً و مصلیا و مسلماً اما بعد!

زباں در دہانِ خردمند چیست　　کلید درِ گنج صاحب ہنر
چوں در بستہ باشد چہ داند کسے　　کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور

یہ نا قابل فراموش حقیقت ہے کہ علوم کی افادیت کے دو ہی ذریعہ ہیں۔
ایک زبانِ لحم اور دوسرا زبانِ قلم۔ جس طرح زبانِ قلم کے ذریعہ علوم دینیہ کی خدمت میں اپنی اپنی زندگیاں وقف کرنے والے حضرات اس دارِ فانی سے کوچ کر جانے کے بعد بھی اپنی تحریروں کے صفحات پر زندہ نظر آتے ہیں، اسی طرح چرچوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ ماضی بعید کی دو شخصیات میں حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور ماضی قریب میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند، فصیح اللسان حضرت مولانا مبین احمد صاحبؒ سابق استاذ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ میدانِ خطابت کے شہسوار گزرے ہیں جن کی شہرت و مقبولیت ہندو بیرونِ ہند تک پہنچی ہے۔ ان کی رفعت وعظمت زبان زدِ خواص و عوام ہے اور یہ حضرات ان من البیان لسحراً کے جیتی جاگتی تصویر بن کر دنیا کو مسحور کر گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

یہ سچ ہے کہ تقاریر کے موضوع پر کتابوں کی کوئی قلت نہیں مگر وقت کے ساتھ ضروریات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، نئے نئے موضوعات سامنے آتے رہتے ہیں، اسلوب و انداز میں تبدیلی ہوتی ہے۔ لہٰذا پر مغز و پر لطف تقاریر کی احتیاج ہنوز در پیش ہے۔ یہ تو مرتب کا کمال ہوتا ہے کہ ایک موضع پر

مختلف کتابیں وتصنیفات کے وجود کے باوجود اسی موضوع پر ایک نئی ترتیب منصۂ شہود پر لاتا ہے۔ جو اپنے انداز میں لامثیل لہٗ و لانظیر لہٗ بن جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''خطیب کی للکار'' عزیزم جناب حافظ وقاری مولوی محمد حاکم کشن گنجی متعلم دورۂ حدیث جامعہ عربیہ خادم الاسلام کی دینی وفکری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ احقر کے کتاب کے بعض مقامات پر طائرانہ نظر ڈال کر بے حد قلبی مسرت وشادمانی ہوئی اور ساتھ صمیم قلب سے یہ دعاء بھی ہے کہ باری عزّ اسمہ موصوف کی جدو جہد کو قبولیت عامہ سے نواز کر روشن اور تابناک مستقبل کا زینہ بنائے۔ اور تندرستی وطول عمری کے ساتھ مزید دینی، اصلاحی، تبلیغی خدمات کا جذبہ وتوفیق ارزانی عطا فرمائے۔

نیز اس کتاب کو خود مرتب کے لئے اور عامۃ المؤمنین کے لئے توشۂ آخرت اور ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔

من قال آمین ابقیٰ اللہ مهجتهٗ

فان هذا دعاء یشتمل البشر

طالب دعا: محمد سیف اللہ بردوانی

خادم جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ (یوپی)

۱۱/۷/۱۴۳۶ھ مطابق یکم مئی ۲۰۱۵ء

نماز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّابَعْد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ

قُلْ اَمَرَرَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْاوُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کَمَابَدَئَکُمْ تَعُوْدُوْن(الاعراف) وَقَالَ فِیْ مَوْضَعٍ آخَرُاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت) وَقَالَ فِیْ مَوْضَعٍ آخَرُ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْااِسْتَعِیْنُوْابِالصَّبْرِوَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن .عَنْ ثَوْبَانٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَقِیْمُوْ اوَلَنْ تَحْصُوْا وَاعْلَمُوْااِنَّ خَیْرَاَعْمَالِکُمْ الصَّلٰوۃُ وَلَا یُحَافِظُ عَلٰی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤمِنٌ.

بزرگان محترم وبرادران مکرم! جتنے بھی آسمانی مذاہب ہیں ان سب میں نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ہوسکتاہے ادائیگی کے طریقہ میں ارکان اور واجبات میں،اذکار واوراد میں فرق ہولیکن جہاں تک نفسِ نماز کا تعلق ہے تو اس کا حکم ہر آسمانی وحی کو ماننے والی قوم وملت میں رہا ہے حضرت زکریاؑ کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:فَنَادَتْہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ الْمِحْرَابِ: حضرت زکریاؑ سے فرشتوں نے کہا اس حال میں کہ وہ محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو حکم ہوا: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْن نماز کو قائم کریئے اور مومنین کو بشارت دیجئے۔ حضرت شعیبؑ کو قوم نے طعنہ دیا تھا یاشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَأْمُرُکَ اَنْ نَتْرُکَ مَایَعْبُدُ آبَائُنَا: اے شعیب کیا تیری نماز تجھ کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم تو ان معبودوں کو چھوڑ دیتے ہیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کو بے آباد وادی میں چھوڑنے کا مقصد یہ بیان کیا تھا۔ رَبَّنَا لِیُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ: اے میرے رب میں نے اپنی اوالاد کو اس لئے غیر ذی زرع اور بے آباد وادی میں چھوڑا تا کہ وہ نماز کو قائم کریں۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارے میں آتا ہے وَکَانَ یَأْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ: حضرت اسمٰعیل اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے گھوارے میں کہا تھا وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ: اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وصیت کی نماز اور زکوٰۃ کی۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی یابُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ: اے میرے بیٹے نماز کو قائم کرنا، نماز کو پڑھنا تا کہ تو دنیا وآخرت کی دردناک اور المناک تکلیف سے دور رہ سکے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا گیا تھا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ: تم نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

معزز سامعین! نماز کو جتنی اہمیت اسلام میں دی گئی ہے اتنی کسی مذہب میں نہیں دی گئی ہے توحید کے بعد جو سب سے پہلا حکم دیا گیا تھا وہ نماز ہی کا تھا آپ ﷺ پر نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں سورۂ مدثر نازل ہوئی جس میں اشارۃً نماز کا حکم دیا گیا تھا ارشاد باری ہے۔ یَا اَیُّھَا الْمُدَثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ: اے کملی میں لپٹے ہوئے اٹھ! اور ڈرا، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ رب کی بڑائی بولنا ہی نماز کی بنیاد ہے اور چار رکعت والی نماز میں یہ کلمہ تقریباً بائیس مرتبہ دوہرایا جاتا ہے اور نماز کی ابتداء بھی اللہ اکبر

سے ہوتی ہے نماز کی طرف بلانے کے لئے جب اذان کہی جاتی ہے تو اس میں بھی چھ بار یہ کلمہ دوہرایا جاتا ہے۔اور اذان کی ابتداء بھی اللہ اکبر ہی سے ہوتی ہے اور جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو اس میں بھی اللہ اکبر چھ مرتبہ دوہرایا جاتا ہے۔نماز کا ہر رکن اس بات کا سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی بڑائی ہے اور اس کے سوا کسی اور کے لئے بڑائی کا استحقاق نہیں ہے۔اس لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہران کے مٹ گئے آبادیاں بن ہوگئیں

سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہوگئیں

نماز کی فضیلت اور اسکی رفعتِ شان کو سمجھنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ نماز کے علاوہ جتنی بھی عبادتیں فرض ہوئیں مسلمانوں پر جن احکامات شرعیہ کو لازم کیا گیا اور ان کی ادائیگی کا مکلف بنایا گیا وہ تمام احکام اسی دنیا میں نازل کئے گئے اور جبرئیل امین کے واسطے سے نازل کئے گئے ۔روزہ کا حکم دنیا میں نازل ہوا۔حج کی فرضیت کا حکم اسی دنیا میں نازل ہوا، وجوب زکوٰۃ کا حکم دنیا میں نازل ہوا اور ان سب میں جبرئیل امینؑ کا واسطہ ہے لیکن قربان جایئے !نماز کی برتری اور اس کی عظمت پر اندازہ لگایئے کہ نماز کتنی اہم عبادت ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دربار شاہی میں بلاکر بغیر کسی واسطہ کے اس اہم ترین اور عظیم الشان عبادت کا حکم دیا اور واقعہ یہ ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین کے لئے طائف کا الم انگیز سفر کیا۔طائف کی سنگلاخ

وادی میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آپ تشریف لے گئے۔ طائف کے مکینوں کو آپ نے دین کی دعوت دی انھیں خدائے واحد کا پیغام سنایا تو شر پسندوں نے آپ کی بات ماننے کے بجائے آپ کو گالیاں دینی شروع کردیں قبول حق کے بجائے آپ پر پتھروں کی بارش شروع کردی اور آپ کو لہولہان کر کے واپس لوٹنے پر مجبور کردیا۔

وہ ابر لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے

یہاں طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے

آپ ﷺ کو اس سفر کی ناکامی کا بڑا قلق ہوا، ضیاع محنت کا ملال ہوا اور اپنے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک پر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی بے بسی دیکھی نہیں گئی اور اس رنج و غم کی تلافی کے لئے اور سفرِ طائف کا قلق دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج پر بلالیا۔ تقریباً تیس صحابۂ کرام نے واقعۂ معراج کی روایت بیان کی ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی رات آپ ام ہانی کے گھر تھے وہیں جبرئیلؑ تشریف لائے اور آپ کو مقام حطیم لے کر گئے وہاں انھوں نے آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کو چاک کیا پھر قلب اطہر کو زم زم سے دھویا اور ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا وہ سب سینہ مبارک میں ڈال دیا پھر براق حاضر کیا جو ایک سفید رنگ کا جانور تھا طول و عرض میں گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا تھا اور اس کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ منتہائے نگاہ پر اس کا پہلا قدم پڑتا تھا آپ ﷺ اس پر سوار ہوکر مسجد اقصیٰ تشریف لائے جہاں تمام انبیاء کرامؑ منتظر موجود تھے۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ کی اقتداء میں تمام انبیاء نے دو رکعت نماز ادا کی نماز کے بعد حضرت جبرئیلؑ دو پیالے لے کر آئے جن میں سے ایک

میں دودھ تھااور دوسرے میں شراب حضورﷺ نے دودھ والا پیالہ اٹھالیا یہ دیکھ کر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا اِخْتَرَ الْفِطْرَۃ: اے محمد آپ نے فطرت سلیمہ کو اختیار کیا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ آپ کو لے کر آسمان کی طرف چلے سب سے پہلے آسمان دنیا یعنی پہلا آسمان آیا حضرت جبرئیلؑ نے آسمان کا دروازہ کھلوایا آسمان کے خازن نے دریافت کیا کون ہیں؟ حضرت جبرئیلؑ نے اپنا نام بتایا آسمان کے خازن نے دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا مَعِیَ مُحَمَّدٌﷺ: میرے ساتھ محمدﷺ ہیں۔ خازن نے دریافت کیا حضرت کو یہاں بلوایا گیا ہے حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا ہاں انھیں بلوایا گیا ہے۔ تو خازن نے یہ کہتے ہوئے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ مرحباً بہٖ فعنم المجیبُ جاء: حضورﷺ آسمان کے اوپر پہنچے یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہاں سے آگے بڑھے دوسرے، پھر تیسرے، پھر چوتھے، پھر پانچویں، پھر چھٹے اور آخر میں ساتویں آسمان پر پہنچے ہر آسمان پر اسی طرح کے سوالات و جوابات ہوتے رہے جو پہلے آسمان پر ہوئے تھے اور ہر آسمان پر کسی نہ کسی نبی سے ملاقات ہوتی رہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یحیٰ علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام غرض یہ ہے کہ بہت سے انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی سب نے حضورﷺ کو خوش آمدید کہا اور آنے پر مبارک باد پیش کی۔ ساتویں آسمان کے بعد مقام سدرۃ المنتہیٰ آیا یہ ایک بیری کا درخت ہے جس کے پھل مٹکے کے برابر اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں۔ یہیں سے حضورﷺ نے بیت المعمور کو بھی دیکھا۔ بیت المعمور وہ مقدس مقام ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے عبادت کے

لئے داخل ہوتے ہیں جو فرشتہ ایک مرتبہ بیت المعور میں داخل ہو گیا اسے داخل ہونے کا دوبارہ قیامت تک موقع نہیں ملتا۔اس کے بعد حضور ﷺ اور بھی اوپر گئے اور اتنے مقام قربت میں پہنچے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: سَمِعْتُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ: کہ میں وہاں قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا حضور ﷺ نے معراج میں جنت و دوزخ کو دیکھا اور بے شمار عجائباتِ خداوندی کا مشاہدہ کیا۔مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج میں تین تحفے عطا فرمائے (۱) پانچ وقت کی نمازیں۔(۲) سورۂ بقرہ کا آخری رکوع۔(۳) شرک کے علاوہ ہر گناہ کی بخشش کا وعدہ۔یہ نماز جو ہم پڑھتے ہیں اور دن و رات میں پانچ مرتبہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ معراج کی رات سب سے پہلے کتنے وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں؟

میرے دوستو! پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں اور حضور ﷺ یہ تحفہ لے کر واپس آرہے تھے جب آپ ﷺ کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا بِمَا اُمِرْتَ: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے: بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ: ہر دن میں پچاس وقت کی نماز کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کی امت پچاس وقت کی نمازیں ہر دن نہیں پڑھ سکے گی خدا کی قسم میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو اچھی طرح آزما چکا ہوں آپ باری تعالیٰ کے پاس دوبارہ تشریف لے جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا مطالبہ کیجئے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور ﷺ واپس گئے اور باری تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی۔چنانچہ دس نمازیں کم ہو گئیں چالیس نمازیں باقی رہ گئیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو واپس بھیجا۔یہ کئی بار ہوا۔نمازوں میں تخفیف

ہوتی رہی یہاں تک کہ پنج وقت کی نمازیں باقی رہ گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس بھیجنا چاہا مگر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سَأَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اِسْتَحْیَیْتُ وَلٰکِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ : میں نے اللہ سے بار بار تخفیف کا سوال کیا ہے اب مجھے تخفیف کراتے ہوئے شرم آتی ہے میں اسی پر راضی ہوں اور اسی حکم کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ بہر حال اسی طرح پچاس وقت کی نمازیں کم ہوتے ہوتے پانچ وقت کی ہوگئیں مگر امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں لطف وکرم دیکھئے کہ نمازیں پانچ وقت کی ہوگئیں۔ مگر ان پانچ وقت کی نمازوں پر ثواب پچاس وقتوں کی نمازوں کے برابر ملے گا۔

بخاری ومسلم کی روایت میں ہے ھِیَ خَمْسٌ وَھِیَ خَمْسُوْنَ یہ ادائیگی میں پانچ وقت کی نمازیں ہیں مگر ثواب میں پچاس وقت کی ہیں۔

معزز سامعین کرام! نماز انسان کی فطری عبادت ہے کیوں کہ انسان فطری طور پر مجبور ہے کہ وہ کسی کے سامنے جھکے اس لئے کہ ہر شئی اپنی حقیقت کی طرف لوٹتی ہے اور انسان کی حقیقت ہے مٹی۔ اور مٹی کی خاصیت ہے نیچے کی طرف آنا ثابت ہوا کہ نماز میں جھکنا ذلت نہیں ہے بلکہ فطرت ہے اور نہ جھکنا یہ فطرت سے بغاوت ہے اور بندہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھکنے سے انکار کر دیتا ہے تو وہ دو جرم کا ارتکاب کرتا ہے ایک تو فطرت سے انحراف دوسرے اپنے مقصدِ تخلیق سے روگردانی کیوں کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اتنے واضح اعلان کے بعد اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا تو پھر اس کا دعوائے محبت وطاعت محض ریاکاری ومذاق ہوگا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ: جس نے بھی جان بوجھ کر نماز کو ترک

کیا اس نے کفر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ: نماز کو قائم کرو اور تم مشرکین میں سے مت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے نماز چھوڑنے والوں کو مشرک کہا کیوں کہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سامنے سر کو نہیں جھکاتا۔ اور فرمایا فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَائَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ مَاسَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ :اور جنت میں جنتی مجرمین سے پوچھیں گے کس چیز نے تم کو جہنم میں پہنچایا کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

برادران اسلام! مشرک اور کافر انسان کی ذلت کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو معبود بنالیتا ہے پتھروں درختوں کو سجدہ کرتا پھرتا ہے گائے کو پوجتا ہے اس کی فراست نہ جانے کہاں چلی جاتی ہے کہ ان بے جان حقیر پتھروں کو جو نہ جانے اس کی ایک ٹھوکر سے کہاں سے کہاں چلی جائیں۔ شکل وصورت دیکھ کر اپنی معزز پیشانی کو اس کے سامنے جھکاتے ہیں ہاں! اس پیشانی کو جس پر خداوند قدوس نے شرافت وکرامت کا تاج رکھا ہے اور قرآن کریم ان پتھروں کے خداؤں کی پوری عاجزی بیان کرتا ہے: وَاِنْ یَسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْب (پ۱۴) اگر کوئی مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو اس کے چھڑانے پر قادر نہیں ہیں بڑے کمزور ہیں طالب ومطلوب یعنی مشرکین اور اصنام واوثان۔

بزرگان اسلام! ابھی میں نے عرض کیا تھا کہ نماز فطری عبادت ہے عبدیت کی شان ہے انسانیت کی معراج ہے عبادات کی روح ہے نماز میں مؤمن بندہ اپنے خالق و مالک اپنے معبود و پالنہار سے سرگوشیاں کرتا ہے اپنے دکھ و درد کا اظہار اپنے

مولیٰ سے کرتا ہے اپنی ضروریات وحاجات اپنے رب سے بیان کرتا ہے وہ استغراق کے عالم میں اپنے پیدا کرنے والے کا دیدار کرتا ہے اس کا ریشہ ریشہ اپنے خالق ومعبود کی حمد وثنا کرتا ہے یہیں سے اس کی سربلندی کا آغاز ہوتا ہے اس لئے کہ نمازی بندہ اپنی فطرت پر عمل کررہا ہے اپنی حقیقت پر عمل کررہا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو اپنے اس مؤمن بندہ پر پیار آتا ہے اور وہ اس کو معراج سے نوازتا ہے یعنی اس کے مقام ومرتبہ کو بلند کرتا ہے اس کو تمام مخلوقات پر ممتاز بنادیتا ہے اس لئے کہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن: نماز مؤمنین کے لئے معراج ہے۔

برادران اسلام! نماز کی ایک خصوصیت تو یہ ہوئی کہ وہ مرتبہ کو بلند کرتی ہے اور دوسری تاثیر یہ ہوئی کہ برائیوں اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَر: کہ نماز برائیوں اور بے حیائی سے روکتی ہے اور ذلت ورسوائی سے بچادیتی ہے اس کو یوں سمجھئے کہ انسان جب بیمار ہوتا ہے تو دوائیں استعمال کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی بیماریوں کے لئے دواؤں میں تاثیر رکھی ہے لیکن جب ڈاکٹر دوا دیتا ہے تو استعمال کا طریقہ بتاتا ہے پرہیز بتاتا ہے ورنہ فائدہ کے بجائے نقصان ہوسکتا ہے اسی طرح روحانی بیماری بھی ہے جیسے شرک وکفر، معاصی وسیئات تو نماز ان بیماریوں کا روحانی علاج ہے مگر اس کی شرائط کی بجا آوری کی صورت میں ہی فائدہ ہوگا اور اپنا اثر دکھائے گی۔ برائیوں اور بے حیائیوں سے روکے گی۔ نماز کی پہلی شرط اخلاص نیت ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اخلاص نیت عمل کی روح ہے ورنہ بغیر خلوص کے کوئی بھی عبادت مقبول نہیں ہوگی اور ریاکاری شمار ہوگی۔ جو کہ منافقین کی صفت ہے

وَاِذَاقَامُوْااِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْاکُسَالٰی یُرَائُوْنَ النَّاسَ :اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں۔

نماز کی دوسری شرط احسان یعنی انہماک واستغراق کے ساتھ نماز ادا کی جائے حدیث جبرئیل میں احسان کی تعریف اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ وِاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فِاِنَّہٗ یَرَاکَ: کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ یہی وہ روحانی کیفیت تھی جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو حاصل تھی۔ جس کے بعد ان کو عزت وشوکت ملی اور قدر ومنزلت کا وہ بلند مقام حاصل ہوا کہ دنیا نے ان کی عظمت کے سامنے سر جھکایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت ونصرت اور مغفرت وبرکت سے ایسا نوازا کہ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ کی عملی تفسیر بن گئے۔

اور نماز کی تیسری شرط خشیت الٰہی ہے یعنی دل میں اللہ کا خوف ہو اس لئے کہ بغیر خشیت وخوف استغراق نہیں ہوگا اور بندگی کی شان پیدا نہیں ہوگی: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ: تحقیق کہ وہ مومنین کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرتے ہیں آج ہماری نمازیں اخلاص نیت، احسان وخشیت کی رو سے خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں اور جھوٹ بھی بولتے ہیں، بے ایمانی بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ ہم نے اپنے کردار وعمل کی خرابی کے باعث نماز جیسی پاکیزہ عبادت کو بدنام کردیا ہے اس دنیا میں ایسے بھی دل جلے ملتے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے بھائی نماز پڑھا کیجئے تو وہ فوراً کہد یتا ہے کہ ہم کو بے ایمانی اور مکاری نہیں کرنی ہے کہ نماز پڑھیں۔ اللہ کی پناہ! کتنا بے باکانہ لہجہ

ہے مگر سچ بتایئے اس لہجہ کو اختیار کرنے پر کیا ہم نے مجبور نہیں کیا اگر ہم میں ایسے لوگ نہ ہوتے تو وہ کیوں یہ بات کہتا اور اپنی عاقبت خراب کرتا ذرا وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں ہماری نمازیں کس طرح کی ہوتی ہیں آخر کیا کمی ہے کہ اس شان سے محروم ہیں جو شان اللہ والوں کو حاصل ہے اپنی نماز کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

محترم حضرات! اخلاص کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ :اگر تم نماز پڑھو گے اور زکوٰۃ دو گے اور ایمان لاؤ گے میرے رسولوں پر اور ان کی تعظیم کرو گے اور تم اللہ کو قرض حسن دو گے تو یقیناً میں تم سے تمہاری برائیوں کو مٹا دوں گا اور ضرور بالضرور تم کو داخل کروں گا ایسے باغات میں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوداؤد کی حدیث ہے عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَ هُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْئَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَغْفِرَلَهٗ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ (ابوداؤد) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی جس نے ان میں اچھی طرح وضو کیا اور نمازوں کو ان کے وقت میں پڑھا اور رکوع

وخشوع کو پورا کیا خشوع خضوع کے ساتھ اپنی نماز کو مکمل کیا تو اس کے لئے اللہ پر ایک عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے اور جس نے ان تمام کاموں کو نہیں کیا تو اس کے لئے اللہ کے یہاں کوئی عہد نہیں ہے اگر اس کو چاہے تو بخش دے اور اگر چاہے تو اس کو تکلیف میں مبتلا کردے۔ یہاں سے ایک بات معلوم ہوئی کہ نماز کے لئے اچھی طرح سے وضو کرنا چاہئے اور ان کو ان کے اوقات میں ادا کرنا چاہئے۔

محترم حضرات! جان بوجھ کر نماز چھوڑنا کتنا بڑا گناہ ہے اسی کے اوپر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس ایک عورت آئی اور حالت اس کی یہ تھی کہ اس کا چہرہ زرد ہورہا تھا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہنے لگی اے اللہ کے پیغمبر میں ہلاک ہوگئی حضرت موسیٰؑ نے اس سے معلوم کیا کہ آخر کیا ہوگیا؟ اس عورت نے فرمایا مجھ سے زبردست گناہ ہوگیا آپ اللہ سے دعاء فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے حضرت موسیٰؑ نے کہا کیا گناہ ہوا ہے یہ تو بتاؤ؟ عورت نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی مجھ سے زنا کا صدور ہوگیا تھا لڑکا پیدا ہوا تھا میں نے اس کو قتل کردیا حضرت موسیٰؑ غصہ ہوگئے اور اس عورت کو ڈانٹ کر فرمایا کمبخت دور ہوجا! اور لوگوں سے کہا جلدی کرو اس کو یہاں سے نکال دو کہیں اس کے گناہ کی نحوست کی وجہ سے ہمارے اوپر عذاب نازل نہ ہوجائے وہ عورت نہایت ہی بستہ اور مایوس من التوبہ ہوکر چلی گئی ادھر وہ آسمان اور زمین کا مالک سب کچھ دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا فوراً اللہ کی رحمت جوش میں آئی حضرت جبرئیل کو موسیٰؑ کے پاس بھیجا گیا حضرت جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے فرمایا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے یہ کیا کیا؟ خبردار موسیٰ تم نے ہماری گنہگار بندی کو یہ کیسے کہہ دیا تیرا کوئی علاج نہیں کیا تم زنا سے بڑا گناہ کوئی اور نہیں سمجھتے؟ اے موسیٰ! یاد رکھو زانی اور قاتل سے بڑا

گنہگار جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا ہے (کتاب الکبائر)

اس لئے تمام برادران اسلام سے گزارش ہے کہ دین کے اس اہم فریضہ کی پابندی کریں اور اس کو جان بوجھ کر ترک نہ کریں بس میں اتنی بات کے ساتھ اپنی تقریر یہیں پر ختم کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

داڑھی کی شرعی حیثیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین والعاقبۃ للمتقین امابعد!

عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب والعفو اللحی وفی روایۃ انہ امر باخفا الشوارب واعفا اللحیۃ وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قصر الشوارب واعفوا اللحی خالفو المجوسی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ المتشبھین من الرجال بالنسائو متشبھات من النسا بالرجال(م ج ۱/ص ۱۲۹)او کماقال ﷺ وسلم

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنھیں دیکھ کر شرمائے یہود

صدر محترم! ومعزز مہمانان کرام اور عزیز دوستو! دوران خطبہ میں نے چند احادث شریفہ تلاوت کی ہیں ان میں سے ہر ایک حدیث پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی تقریر ختم کروں گا۔ تلاوت کردہ حدیثوں میں پہلی حدیث شریفہ کا ترجمہ یہ ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں انھیں میں سے مونچھوں کو کٹوانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرت سلیمہ ہے اس کے برخلاف مونچھوں کو بڑھانا اور داڑھی کو کٹانا خلاف فطرت ہے اور جولوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرت انسانی کے خلاف کرتے ہیں اور وہ اللہ کی تخلیق کو بگاڑتے ہیں کیوں کہ قرآن میں ہے شیطان لعین نے کہا تھا کہ میں اولاد آدم کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑیں۔ تفسیر حقانی اور بیان القرآن میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیق خداوندی کو بگاڑنے میں داخل ہے کیوں کہ اللہ نے مردانہ چہرے کو فطرتاً داڑھی کی زینت عطا فرمائی ہے۔ جولوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ لوگ اغوائے شیطان کی وجہ سے اپنے چہرے کو اور وہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں۔

محترم بزرگو اور دوستو! حضرات انبیاء کا طریقہ فطرت انسانی کا معیار ہے فطرت سے مراد انبیاء کا طریقہ اور ان کی سنت ہے گویا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی متفقہ سنت ہے اس لئے جولوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈوانا تین برائیوں کا مجموعہ ہے (۱) انسانی فطرت کی خلاف ورزی ہے۔ (۲) اغوائے شیطان سے اللہ کی تخلیق کو بگاڑنا ہے۔ (۳) انبیاء کرام کی مخالفت کرنا۔ بس ان تینوں وجوہ سے داڑھی منڈانا حرام ہے۔

پیارے مسلمانو! حضور اکرم ﷺ نے داڑھی نہ رکھنے کو مجوسی کی علامت قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو تاکید کے ساتھ داڑھی رکھ کران کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں خالفوا المشرکین ووفروا اللحی وحفروا الشوارب: مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرۃؓ روایت فراتے ہیں: قصوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس: فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کروان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹوانا مجوسیوں کا شعار ہے۔ آقائے مدنی ﷺ نے اپنی امت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے۔ آقائے مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے پس وہ انھیں میں سے ہے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کر کے غیروں کا شعار اختیار کرتے ہیں اس کی مخالفت کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

دوستو! جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں ان کو وعید نبوی سے ڈرنا چاہئے کہ معاذ اللہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انھیں غیر قوموں میں ہوگا۔ اللھم حفظنا۔ حدیث پاک میں ہے: من لم یاخذ من شاربہٖ فلیس منا: جو لوگ داڑھی کٹواتے ہیں وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں ہے ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا بھی ہے ایسے لوگوں کے لئے بہت ہی سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا اغوائے شیطانی کی وجہ

سے داڑھی منڈاتے ہیں اس کی وجہ سے آقائے مدنی ﷺ ان کے لئے اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں۔

پیارے مسلمانو! حضور ﷺ کو داڑھی منڈوانے والے سے اس قدر نفرت تھی کہ شاہ ایران کے دو قاصد آپؐ کے پاس آئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھی۔ عربی عبارت اس طرح ہے **فکر ہ النظر الیھما وقال ویلکمان من امر کمابھذاو قال تبایعنان کسریٰ فقال رسول اللہ ﷺ ولکن ربی امرنی باعفا اللحی وقص شواربی:** میرے آقائے مدنی ﷺ نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہیں کیا اور فرمایا تمھاری ہلاکت ہو تمھارا ناس ہو تمھیں یہ شکل بگاڑنے کا حکم کس نے دیا وہ بولے یہ ہمارے رب شاہ ایران کا حکم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا اور مونچھوں کو کٹوانے کا۔ جو لوگ آقائے مدنی ﷺ کے فرمان اور رب کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور وہ مجوسیوں کے خدا کے حکم کی پیروی کرتے ہیں ان کو سو بار سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آقائے مدنی کی بارگاہ میں کیا منھ دکھائیں گے۔ اور آپ نے فرمایا کہ تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے نکل گئے تو پھر شفاعت کی امید کس سے رکھو گے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کتروانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیوں کہ کبیرہ گناہ پر ہی ایسی سخت وعید فرماتے ہیں جس میں گناہ کرنے والا ہماری جماعت میں سے نہیں اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرات سامعین! آقائے مدنی نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو

عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوں ان عوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانے میں ایک قباحت عورتوں سے مشابہت کی بھی ہے کیوں کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے ۔پس داڑھی منڈانا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے جو خدا کے رسول کی لعنت کا موجب ہے ۔ان تمام نصوص کے پیش نظر فقہائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور یہ اسلام کا شعار ہے اوراس کا منڈانا یا کتروانا جبکہ حد شرعی سے کم ہو حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر فعل حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس مضمون کو شیخ محدث دہلوی اپنی کتاب اسعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب داڑھی منڈانا حرام ہے اور ایک مشت کی مقدار سے بڑھانا واجب ہے۔دوستو !اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا اور آقائے مدنی ﷺ کی کسی سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے۔اس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔اور جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے آقائے مدنی ﷺ نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیاء کرام کی متفقہ سنت قرار دیا ہے لہذا جو لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں یا اسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا کسی کو داڑھی رکھنے پر اس کو روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی بیٹیوں کا رشتہ بغیر داڑھی منڈائے نہیں دیتے ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے انکو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اصلاح الرسوم میں لکھتے ہیں کہ جب حدیث پاک میں ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ

حضور ﷺ نے صیغۂ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقتاً وجوب کے لئے آتا ہے معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے اور داڑھی کٹوانا اور مونچھوں کو بڑھانا دونوں ہی حرام ہیں۔ اسی کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ جب اس کا گناہ ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور وہ استہزاء کرتے ہیں تو ان سب مجموعۂ امور سے ایمان کا سالم رہنا دشوار ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق بناویں۔

پیارے نوجوانو! داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ تو ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کیوں کہ داڑھی منڈانے کا چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے آدمی داڑھی منڈا کر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کا احرام باندھے ہوئے ہوتا ہے لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی کی وجہ سے عین نماز روزہ اور حج کے درمیان بھی آقائے مدنی ﷺ کی زبان مبارک اس پر لعنت بھیجتی ہے، عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتکب ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ توحید اور ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے، نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں براہ راست بندے کا تعلق اللہ سے ہوتا ہے گویا کہ بندہ اپنے مولیٰ سے گفتگو کر رہا ہوتا ہے نماز شہنشاہ مطلق کے دربار کی خاص حاضری کا وقت ہے تا کہ اس خاص وقت میں اپنی درخواست پیش کر سکے۔ لیکن جس بندہ کی داڑھی منڈی ہوئی ہوتی ہے باری تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اور اس پر اللہ کے محبوب جناب محمد الرسول ﷺ کی زبان سے لعنت ہو رہی ہے بتلاؤ ایک طرف تو بندہ اپنے خالق سے درخواست

کر رہا ہو اور دوسری طرف خالق کا محبوب یعنی محمد کی زبان مبارک اس بندہ کے اوپر لعنت بھیج رہی ہو۔ کیا ایسے بندہ کی درخواست قبول کی جائے گی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ حضرت شیخ قطب عالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ اپنے رسالہ داڑھی کے وجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے لوگوں کو جو داڑھی منڈاتے ہیں دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اس حالت میں اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل کے چہرۂ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرۂ انور کی زیارت کریں گے؟ اس کے ساتھ بار بار یہ خیال آتا ہے کہ گناہ کبیرہ زنا، لواطت، شراب نوشی، سودخوری وغیرہ تو بہت ہیں مگر وہ سب وقتی گناہ ہیں۔ بخاری و مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آقائے مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا لا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ولا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن: چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مؤمن نہیں ہوتا اور زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مؤمن نہیں ہوتا۔ یعنی جب کوئی مسلمان زنا کرتا ہے تو اس وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ اس بدفعلی سے نکل جاتا ہے تو ایمان کا نور واپس آجاتا ہے۔ مگر قطع لحیہ یعنی داڑھی منڈانا اور کتروانا ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ یعنی جب کوئی مسلمان اپنی داڑھی کو منڈاتا ہے یا کترواتا ہے تو اس وقت ایمان کو نور اس سے جدا ہو جاتا ہے اور اس وقت تک نہیں لوٹتا جب تک کہ داڑھی رکھنے کا عہد نہ کرے اور داڑھی منڈانے اور کتروانے سے توبہ نہ کرے ورنہ وہ گناہ ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ آدمی نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ اس کے ساتھ ہے۔ روزہ رکھتا ہے تو بھی گناہ اس کے ساتھ ہے ایام حج میں

ہے تو بھی یہ گناہ اس کے ساتھ ہے، صفا مروہ پر دوڑ رہا ہے تو بھی یہ گناہ اس کے ساتھ ہے، خانہ کعبہ کا طواف کرر ہا ہوتا ہے تو بھی یہ گناہ اس کے ساتھ ہے۔ غرض کہ ہر عبادت کے وقت یہ گناہ داڑھی منڈانے والے کے سات لگا رہتا ہے۔ جو حضرات حج اور زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسول کی پاک یادگار میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی اپنی مسخ شدہ شکل کو درست کریں اور اس گناہ سے سچی پکی توبہ کریں۔ اور آئندہ کے لئے اس فعل حرام سے بچنے کا عزم کریں۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدی کی اس بات کے مصداق ہو جائیں

خرا گر بہ مکہ رود چوں بیاید ہنوز خر باشد: کہ گدھا اگر مکہ بھی چلا جائے جب واپس آئے گا تو بھی گدھا ہی رہے گا۔ تو جو لوگ اپنی شکل کو بگاڑتے ہیں انھیں سوچنا چاہئے کہ وہ روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہونگے اور آقا مدنی کو ان کی بگڑی ہوئی شکل کو دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی۔

دوستو! اگر ذرا غور و تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان کی ایک چال ہے جس کے ذریعہ شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعل حرام میں مبتلا کر دیا ہے۔ مثال سے بات زیادہ سمجھ میں آتی ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے دغا فریب کرتا ہے جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے۔ اب اگر شیطان اس لئے یہ پٹی پڑھاتا ہے کہ تمھاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہوتا ہے اب اسلام کی حرمت کا تقاضہ یہ ہے کہ تم نعوذ باللہ اسلام کو چھوڑ کر یہودی بن جاؤ تو کیا اس وسوسہ کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر اس میں واقعی حرمت و عظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں

چھوڑے گا بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہیں ٹھیک اسی طرح شیطان اگر یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر داڑھی رکھ کر میرے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہونگے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیر باد نہیں کہا جائے گا بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان برے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی۔ جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔ آخر ہم نے یہ کیوں سمجھ لیا ہے کہ داڑھی رکھ کر اپنے برے اعمال نہیں چھوڑیں گے۔ اگر ہمارے دل میں واقعی شعائر اسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دین کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم داڑھی رکھیں گے اور برائیوں سے اجتناب کریں گے۔ کیوں کہ ایک طرف تو داڑھی کی یہ شرعی حیثیت ہے تو دوسری طرف امت کی اکثریت کا عمل آج اس کے بالکل برخلاف ہے۔ داڑھی منڈانے کی وبا ایسی عام ہوئی ہے کہ اب دین سے اس کے واجب ہونے کا تصور بھی مٹتا جا رہا ہے۔ افسوس ہے کہ دیگر قومیں جن کا دامن تصور آخرت سے خالی ہے وہ تو اپنی شعائر کا حد درجہ احترام کرتے ہیں اور ہر سطح پر اپنی الگ شناخت بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمان جو دنیا میں تمام انسانیت کی فلاح و کامیابی کا ضامن ہے اور آخرت میں کامیابی کا پروانہ لے کر آتا ہے وہ اپنی شناخت بنانے کی بجائے دوسری قوموں کی علامتوں میں گم ہو کر اپنا وجود ہی کالعدم کردے۔ یہ صورت افسوسناک ہی نہیں بلکہ مستقبل کے لئے تشویشناک بھی ہے۔ آج آپ پورے ہندوستان میں نظر ڈال کر دیکھئے پورے ملک میں سکھ قوم کے افراد کی تعداد صرف دو کروڑ ہے یہ لوگ اپنے شعائر اور شناخت کے اتنے پابند ہیں کہ سینکڑوں افراد میں اگر ایک بھی سکھ ہوگا تو وہ بھی اپنی

بگڑی اور کرپان کے ذریعہ دور سے ہی پہچانا جائے گا۔اس قوم کے افراد خواہ اسمبلی یا پارلیمینٹ میں جائیں حتیٰ کہ ملک کا وزیر اعظم کیوں نہ ہو جائے ہر حال میں اپنی قومی شناخت کو سینہ سے لگائے رکھتا ہے۔جبکہ مسلمان جو ملک میں کم وبیش تیس کروڑ کی تعدامیں آباد ہے لیکن ان کے لباس ومعاشرت میں کسی چیز میں بھی عام طور پر ایسی شناخت باقی نہیں رہ گئی ہے جوانھیں دوسروں سے ممتاز کردے۔مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز دشوار ہے ایسی غفلت اور لاپرواہی بلکہ مرعوبیت کی وجہ سے آج مسلمانوں کی آواز کمزور سے کمزور ہوتی جارہی ہے یہ سب ہدایت نبوی سے دوری کا نتیجہ ہے اور اس کا علاج صرف یہی ہے کہ ہم اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں اور ماحول سے متاثر ہوئے بغیر ہم اپنی زندگی کو اللہ کے تقاضوں کے مطابق بنالیں اور یہ عزم کریں کہ ان شاء اللہ آج کے بعد ہم اپنی داڑھیوں کو نہیں منڈوائیں گے اور نہ ہی کتروائیں گے جبکہ ایک مشت سے کم ہو اور دعا کریں کہ اللہ ہمیں اس شعار اسلام کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور معاشرہ میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل وصورت میں ہمارا حشر ہو اور آقائے مدنی جناب رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کے مستحق بن سکیں۔آمین یارب العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حیاءاور پردہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی امابعد!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ

بے پردہ جو نظر آئیں کل چند بیویاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جوان سے جو آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

قابل قدر نوجوان دوستو اور پردہ نشین خواتین! جب مذہب اسلام کے روشن ستاروں سے کفر والحاد، ظلمت و جہالت کے بادل چھٹنے لگے تو بے غیرتی اور بے حیائی کی تاریکیاں ختم ہوئیں۔ قرآن کریم کے عدل وانصاف سے باطل کے لہراتے جھنڈے گر پڑے مظلوموں و بے کسوں کو مساوات اور برابری کا درجہ ملا، خاص طور سے ان عورتوں کو جو ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھیں مصائب وآلام کے پہاڑ ان پر توڑے جارہے تھے اسلام نے ان کو ذلت وپستی کے غار سے نکال کر بلندی پر پہنچادیا اور ظہور

اسلام سے لے کر صدیوں تک مسلمان عورتوں کی بڑائی کے گیت گائے جاتے رہے اگر تاریخ کے اوراق کھولے جائیں تو غیر مسلم عورتوں پر مسلمان عورتوں کی فضیلت و برتری دکھائی دے گی لیکن جب یہی عورتیں مغربی تہذیب وتمدن سے متاثر ہوکر اسلامی قانون کو بھول جاتی ہیں۔ مغربی تہذیب وتمدن کا دلدادہ بن جاتی ہیں، بے پردگی اختیار کرلیتی ہیں رقص وسرور کی مجلس کی رونق بن جاتی ہیں سنیما ہالوں وتھیٹروں کو آباد کرنے والی بن جاتی ہیں اپنے ہاتھ پاؤں اور نظروں کا غلط استعمال کرنے لگتی ہیں تو ان کی زندگی کا پورا سانچہ بگڑ کر رہ جاتا ہے۔ اب نہ تو اس کے رنگ وروپ میں نکھار ہے، نہ رفتار وگفتار کے اندر کشش ہے، نہ انداز وادا میں وہ صلاحیت ہے۔

جب تلک چہرے پر نقاب تھا کشش بھی تھی
تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لباس تک اتار دیا ہے

کل تک جو ہماری مائیں بہنیں قرآن وحدیث کے مذاکرے میں اپنا وقت لگایا کرتی تھیں آج ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں اپنا وقت ضائع کرتی نظر آتی ہیں کل تک جو ہماری مائیں بہنیں مدارس ومساجد کو آباد کرنے کا ذریعہ تھیں آج سنیما ہالوں اور تھیٹروں کو آباد کرتی نظر آرہی ہیں۔ کل تک جو جاہلی تہذیب کو ملامت کرتی تھیں آج وہ مغربی تہذیب وتمدن سے متاثر نظر آرہی ہیں۔ جب تک جن کے سروں اور چہروں پر نقاب اور برقعہ تھا آج جالی دار ساڑیاں اور نیم بلاؤز میں عریاں نظر آرہی ہیں کل تک جن کے جسموں کی شناخت معلوم نہیں ہوتی تھی آج ناز وانداز اور اسٹائلوں میں چلتی نظر آرہی ہیں کل تک جن کی آوازیں حتیٰ کہ چوڑیوں کی کھنک

تک معلوم نہیں ہوتی تھی آج محفلوں میں رقص و سرور کے نغمے گاتی نظر آرہی ہیں۔غرض یہ کہ آج ہماری ماؤں بہنوں کی حالتیں قابل افسوس اور لائق ملامت ہوچکی ہیں۔میری ماؤں اور بہنوں جب تک تم توحید پر قائم رہوگی، جب تک تم دین پر رہوگی، جب تک تم پردہ میں رہوگی، جب تک تم پاکدامن رہوگی تو صرف تمھارے ہی مقدر کا ستارہ افق پر نہیں چمکے گا بلکہ تمھاری گود سے ایسے ایسے لال پیدا ہونگے کہ زمین تو زمین آسمان کو فخر حاصل ہوگا۔تمھاری گود سے جو بھی لال پیدا ہوگا وہ پوری دنیا میں توحید کا ڈنکا بجائے گا،سخاوت کی دھوم مچائے گا،شجاعت و بہادری کا سکہ جمائے گا،تیروں کی بوچھاروں اور تلواروں کی چھاؤں میں بھی نماز قضا نہیں کرے گا۔یہی نہیں بلکہ تمھاری گود سے عالم مولوی حافظ قاری مفتی محدث اور امام پیدا ہونگے۔اے بنت اسلام تو اپنے مقام ومرتبہ کو دیکھ تو حسن کا پیکر ہے تو تہذیب وتمدن میں انقلاب برپا کرسکتی ہے تو رحمت ہے،تو اپنے وجود ہستی کو مٹا سکتی ہے،تو گھر کی زینت ہے، تیرے لئے بازار میں گھومنا زیبا نہیں ہے،تو تصویر ہے فاطمۃ الزہراء کی، تیری سیرت مثل ام کلثوم ہونی چاہئے یہی وجہ ہے کہ جب تم نے اسلامی تہذیب وتمدن کو چھوڑ دیا تھا صوم وصلوٰۃ کی پابند ہوگئی تھیں تیرے اعمال وافعال اچھے تھے تیرے اخلاق وکردار عمدہ تھے۔اور جب تو مثل خدیجۃ الکبریٰ ماں بن گئی تھیں تو تیری گود سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ،محدثین پیدا ہوئے ،مفکرین ملت پیدا ہوئے ،شہداء پیدا ہوئے ،صالحین پیدا ہوئے ،حافظ پیدا ہوئے ائمۂ مجتہدین پیدا ہوئے۔مگر اے بنت حوا جب تیرے اعمال خراب ہوگئے یوروپ کی تہذیب وتمدن کو اپنالیا اپنی عصمت وعفت کو بازار کا نمونہ بنایا گلے کی زینت دوپٹہ کو ہار کا درجہ دے دیا ،بازاروں میں سیر کرنا تیرا شیوہ بن گیا،کندھے سے کندھا ملا کر چلنا تم نے پسند کرلیا سنیما

تو دیکھنے لگی اپنے اندر سے حیاء کو تو نے ختم کر دیا۔ صوم وصلوٰۃ کو تو نے پس پشت ڈال دیا، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو تم نے فراموش کر دیا، اسلامی احکام برے معلوم ہونے لگے تو تیری گود سے فرعون وہامان صفت کے لوگ پیدا ہوئے دین کے دشمن پیدا ہوئے، باطل کی حمایت کرنے والے پیدا ہوئے ظالم وجابر انسان پیدا ہوئے، چور وڈکیت پیدا ہوئے اور قبروں کے پجاری پیدا ہوئے، تعزیہ بنانے والے پیدا ہوئے۔ اے بنت حوا ذرا سوچ تو سہی اگر تم نے اعمال کو ٹھیک نہ کیا تو قیامت میں رب کو کیا منہ دکھاؤ گی۔ اے بنت اسلام اگر بیٹی ہے تو تیرے سر پر عصمت کی چادر ہونی چاہئے اگر تو کسی کی ماں ہے تو تیرے قدم تلے جنت ہونی چاہئے، اگر تو کسی کی بہن ہے تو تیرے ہاتھ میں عصمت وعفت کا کنگن ہونا چاہئے کیوں کہ جس وقت تیرا وجود باعث ذلت ورسوائی تھا دنیا میں تیرا کوئی مقام نہیں تھا دنیا تجھے ذلت بھری نظروں سے دیکھتی تھی، تجھے زندہ درگو کر دیا جاتا تھا۔ مگر اسلام نے تجھے عصمت وتقدس سے سرفراز کیا، رفعت وبلندی کی دولت سے سرفراز کیا۔ تیری عزت وآبرو کی حفاظت کی، ترے وقار کو معاشرہ میں بڑھایا تیری عظمت کو لوگوں میں روشناس کرایا۔ غرض کہ تجھے اسلام نے زمین سے ثریا تک پہنچا دیا لیکن ان سب کو تم نے فراموش کر دیا اور یوروپ کی تہذیب وتمدن کو تم نے اختیار کر لیا اور پارکوں میں ٹہلنا تیرا شیوہ بن گیا۔ ذرا سوچو قیامت میں رب کو کیا جواب دو گی۔ تیرے اوپر نماز فرض ہے تو نماز نہیں پڑھتی، تیرے اوپر زکوٰۃ فرض ہے زکوٰۃ نہیں دیتی، تیرے اوپر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے تو اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت نہیں کرتی، تیرے اوپر شوہر کی اطاعت ضروری قرار دی گئی ہے مگر آج تو شوہر کی اطاعت نہیں کرتی اور تجھے حکم دیا گیا ہے کہ تو شکر گزار بندی بن جا مگر تو ناشکری ہو گئی۔ افسوس تجھے

کیا ہو گیا تو کس کے بہکاوے میں آ گئی شیطان تیرے اوپر کیسے غالب آ گیا۔ یورپ کی تہذیب وتمدن کو تو نے کیسے اختیار کرلیا۔ اسلامی تعلیمات کو کیسے فراموش کرلیا بے حیائی اور بے شرمی کو تم نے کیسے اپنالیا، گھر میں رہنا تم کو کیوں برا معلوم ہونے لگا۔ افسوس صد افسوس !ایک دور تھا کہ تیری گود سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے تھے ۔زبان حمد وثنا میں مشغول رہتی تھی مگر آج تیری زبان پر بے حیائی کی باتیں ہیں۔ اے بنت اسلام! ذرا اپنی نگاہ کو اٹھا اور دیکھ کہ آج سے چودہ سو سال قبل عورتوں نے کیا نمایا ں کارنامے انجام دئے ہیں دیکھ حضرت سمیہ کو دین کی تحفظ کی خاطر شہید کردیا گیا اگر صداقت وعدالت دیکھنی ہے تو دیکھ حضرت عائشہؓ کو، اگر ایثار وقربانی دیکھنی ہے تو دیکھ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو، اگر سخاوت دیکھنی ہے تو دیکھ ام سلمیٰؓ کو، اگر حیاء اور پاکدامنی دیکھنی ہے تو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو، اگر پاکیزہ سیرت دیکھنی ہے تو حضرت ام کلثومؓ کو دیکھو۔ اے مسلم خواتین !تم کو غور کرنا چاہئے حضرت سمیہؓ کی شجاعت، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی صداقت وعدالت پر، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی ایثار وقربانی پرؓ، حضرت ام سلمہؓ کی سخاوت کی، حضرت فاطمہؓ کی حیاء پر، حضرت ام کلثومؓ کی سیرت مقدسہ پر مگر افسوس کہ تم نے ان سب کو فراموش کردیا، اے مسلم خواتین آج ضرورت ہے معاشرہ کی اصلاح کی، آج ضرورت ہے سلطاں صلاح الدین ایوبی کی، آج ضرورت ہے محمد علی جوہر کی۔ آج ضرورت ہے شوکت علی گوہر کی، آج ضرورت ہے نورالدین زنگیؒ کی ،آج ضرورت ہے محمد بن قاسم کی، آج ضرورت ہے ٹیپو سلطان کی۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیسے پیدا ہونگے ؟تو سنو! اگر تم نے اپنے اعمال وافعال کو درست کرلیا اپنے اخلاق وکردار کو درست کرلیا یورپ کی تہذیب وتمدن کا سدباب کردیا

بے حیائی اور بے شرمی کو چھوڑ دیا اور صوم وصلوٰۃ کی پابند ہوگئی، تو آج بھی تیری گود سے صلاح الدین ایوبی پیدا ہوگا۔ نورالدین زنگی پیدا ہوگا، محمد علی جوہر پیدا ہوگا، شوکت علی گوہر پیدا ہوگا، محمد بن قاسم پیدا ہوگا، ٹیپو سلطان پیدا ہوگا۔ گویا کہ ہر طرح سے دین کے داعی پیدا ہونگے۔ تو خدا کا ڈنکا بجانے والے پیدا ہونگے مگر شرط یہ ہے کہ تم قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہو جاؤ اور ان تمام برائیوں کو چھوڑ دو تب ہی تمھیں کامیابی وکامرانی نصیب ہوگی ۔اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں اور بہنوں کی ان تمام برائیوں سے حفاظت فرمائے اور پردہ میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وماتوفیقی الا باللہ

صحابۂ کرام غیر مقلدین کی نظر میں

نَحْمَدُاللّٰہَ الْعَظِیْمَ اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

احساس صداقت رکھتاہوں آئین عدالت رکھتاہوں
آنکھوں میں حیاء دل میں غیرت توفیق شجاعت رکھتاہوں

حضرات گرامی قدر شخصیات! یہ بات حالات حاضرہ کے مابین روز روشن کی طرح عیاں ہے محسن کائنات سرکار دوعالم ﷺ کے بعد اگر کوئی جماعت اللہ کے نزدیک محبوب ومنظور ومشکور ہے تو وہ صحابۂ کرامؓ کی جماعت ہے کیوں کہ اللہ رب العزت نے انھیں اسی دنیا کے اندر رہتے ہوئے اپنی رضا کا پروانہ دے دیا ہے اور جنت کی بشارت سنادی ہے اور آج یہ غیر مقلدین ڈیڑھ میٹر لمبی زبان کر کے صحابۂ کرام پر تنقید کرتے ہیں نَحْنُ رِجَال وَھُمْ رِجَال کہ ہم میں اور صحابۂ کرام میں کیا فرق ہے ۔ارے یہ فرق ہے کہ تو زندگی دنیا کی خرمستیوں میں گزارتا ہے اور صحابۂ کرام نبی کا کلمہ لے کر اور اللہ کا کلمہ لے کر میدان میں زندگی گزارتے تھے۔تو اپنے پیٹ کا فکر مند ہے

اور صحابہ کرامؓ سارے عالم کی فکر لے کر زندگی گزارتے تھے یہ فرق ہے۔اس ابوبکر صدیقؓ کے فضائل پر کیا لب کشائی کی جائے۔جن کے فضائل کی صراحت قرآن وحدیث سے ہوتی ہے قرآن ان کی صداقت وامانت کا اعلان کرتا ہے وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْن امام رازی تفسیر کبیر جلد نمبر ۲۶/صفحہ ۲۷۹/پر فرماتے ہیں اس آیت کا مصداق صدیق اکبر ہیں۔لیکن اب دور ایسا ہے کہ تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین سے بغاوت کی جارہی ہے ان کی بغاوت مسلمانوں سے پوشیدہ اور مضمر نہیں ہے بلکہ ان کے کفریہ عقائد مسلمانوں کے سامنے ظاہر ہیں لیکن ایک جماعت جس نے اپنے آپ کو قرآن کا ماننے والا بتا کر سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے والا بتا کر نبی ﷺ سے محبت کا دعویٰ ٹھونک کر صحابہ کی عظمت کا دعویدار بن کر، مسلمانوں کا ہمدرد بتا کر تقدس صحابہ پر حملہ کیا اور اپنے مذموم مقاصد کی خاطر بدعتی، غیر عادل، غیر ثقہ کہا اور دنیا والوں کو یقین دلایا کہ ہم ہی حق پر اور کامیاب ہیں۔

دوستو! صحابہ کرام کی خلاف ورزی کرنا ان کو برا بھلا کہنا ان کے اجتہادی فتاویٰ سے صرف نظر کرنا، ان حضرات کے مقابلہ میں اپنے اقوال وافعال کو معتبر اور موافق سنت سمجھنا اس جماعت کی فطرت میں داخل ہے۔دوستو ایسی جماعت کو دنیا غیر مقلدین کے نام سے جانتی ہے یہ غیر مقلدین اپنے کو حاملین حدیث بتا کر اہل ایمان کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ ان کا طریقہ قرآن وسنت کے خلاف ہے وہ تقدس صحابہ پر حملہ آور ہوتے ہیں۔پھر صحابہ میں بھی اس صحابیٔ رسول پر جن کی رائے کے مطابق عرش عظیم نے قرآن کریم اتارا ہے۔زبان میں طاقت وسکت نہیں ہے کہ غیر مقلدین کی اس بکواس کو بیان کیا جائے جو عمر فاروق کے بارے میں کی ہے وہ عمر جن کی شان میں

کسی نے یوں کہا ہے۔

شریعت کی زبان رکھتے ہیں روشن ضابطے اس کے
نبی ہی کی سمت جاتے ہیں سارے راستے اس کے

اور ذرا آگے آقائے نامدار کا فرمان سنتے جایئے: آقا فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰـهَ تَعَالٰی جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ : ترمذی شریف جلد دوم ص ۵۶۳ پر یہ حدیث موجود ہے پیغمبر آخرالزماں ﷺ نے عمر فاروق کی بلندیٔ شان کو بیان فرمایا ہے ارے نبی عمر کی تعریف کرتا ہے، عمر کی زبان وقلب پر حق کو ثابت بتاتا ہے اور یہ غیر مقلدین نبی سے محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور نبی کا چہیتا، نبی کی مراد عمر فاروق سے عداوت بھی رکھتا ہے۔ کیا یہ ہے پیغمبر سے الفت ومحبت۔

گلشن نو دمیدہ کے کھیون ہارو! ایسا وہی شخص کرسکتا ہے جس کے دل میں نبی کا احترام نہ ہو صحابۂ کرام کا احترام نہ ہو صحابۂ کرام کے اجتہادی فیصلہ کا کوئی احترام نہیں ہے۔ حالانکہ سرورکونین ﷺ کا فرمان ہے: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ: اس فرمان رسول ﷺ کے بعد بھی یہ غیر مقلدین صحابۂ کرام کی شان میں بھونکتے ہیں اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ غیر مقلدین صحابۂ کرام کے ہیکل اور کٹر دشمن ہیں۔ ان کے نزدیک اگر امتحان ہے تو وہ بارہ صدی کے بعد پیدا ہونے والا میاں نذیر حسین دہلوی کا ہے جو ان کا شیخ الکل فی الکل ہے وہ جس چیز کو حلال کہہ دے وہ حلال ہوجائے، وہ جس چیز کو حرام کہہ دے وہ حرام ہوجائے۔ ایک بات واضح رہے کہ مولانا حسین بٹالوی مرزا غلام احمد قادیانی جو کافر تھا بناوٹی نبی انگریز کا ایجنٹ تھا اس کے لئے ایک دوشیزہ ایک حسینہ تلاش کرتا ہے اور لڑکی کا انتخاب کرنے میں کامیاب ہوجاتا

ہے اور میاں نذیر حسین دہلوی مرزا غلام احمد قادیانی کافر کا نکاح پڑھا کر قاضی کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور یاد رہے کہ علماء دیوبند کبھی بھی حقیقت کا انکشاف کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتے۔اس کی منظر کشی اس طرح کی گئی ہے۔

شاخوں سے ٹوٹ کر گر جائیں وہ پتے نہیں ہیں ہم
آندھیوں سے کہہ دو اوقات میں رہیں

حضرات گرامی! درحقیقت یہ غیر مقلدین صحابہؓ کرام کے دشمن ہیں۔ابوبکر و عمر کے باغی ہیں، عثمان و علی کی شان میں گستاخانہ کلام کرتے ہیں۔اگر یہ غیر مقلدین نبی سے اور صحابہؓ کرام سے الفت و محبت کا دم بھرنے والے ہوتے تو صحابہؓ کرام کی شان میں زبان درازی نہ کرتے احکام شرعیہ سے حکم عدولی نہ کرتے۔ارے صحابہؓ کرام ہی تو وہ ہیں جب کفار مکہ نے جنگ احد کے اندر پلٹ کر پیچھے سے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا تھا جس کی وجہ سے صحابہؓ کرام میں ابتری پھیل گئی تھی مسلمانوں کی فوج کے پاؤں میدان سے اکھڑنے لگے تھے۔تمام دشمنان اسلام سے ہٹ کر پیغمبر کا احاطہ کر لیا گیا، چہار جانب سے آپ پر حملہ کیا جا رہا تھا ہر طرف تلواروں اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی ایسے نازک اور پر آشوب وقت میں دفعتاً زبان رسالت کھلتی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کون مجھ پر جان دیتا ہے یہ سن کر تمام صحابہؓ کرام بیتاب ہو کر آپ کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔آپ ﷺ کو دائرے میں لے لیا جاتا ہے حضرت طلحہ اور دیگر عشاق رسول ﷺ کفار مکہ کے تیروں کو اپنے ہاتھوں سے روکنے میں مصروف ہو جاتے ہیں زیاد بن سکن پانچ انصاری صحابہ کو لے

کر آگے بڑھے اور ایک ایک نے لڑلڑ کر اپنی جانیں پیغمبر پر نچھاور کر دیں اور یہ انگریز کے پلے انگریز کے ایجنٹ جن کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی، صحابہؓ کرام کی، قرآن وحدیث کی کوئی عظمت نہیں ہے۔ ایسے کم فہم بدبخت اور پلید فحش ذہن کے لوگوں سے اجتناب واحتراز کرنے کی ضرورت ہے۔

صحابہ کے قدم پر جو ہم ثابت قدم ہونگے
تو بے جاہ وحشم ہی صاحب جاہ وحشم ہونگے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

مدارس کی اہمیت

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

دہکتی آگ میں تنکے نہیں گراتے ہم
شکستہ پیڑ کے پتے نہیں جھڑاتے ہم
ہمارے خوں کے چھینٹے بھی ملیں گے سرحد پر
زندہ قوم کے پتلے نہیں جلاتے ہم

محترم حضرات ومعزز سامعین کرام!

اس وقت ہندوستان کے مسلمان تاریخِ انسانی کے دشوار گزار دور سے گزررہے ہیں۔مصائب ومشکلات کے طوفانِ بلاخیز میں گھرے ہوئے ہیں۔آلام ومصائب نے ہر طرف سے احاطہ کررکھا ہے۔ایک طرف اسلام اور اسلامی آثاروروایات کومٹانے کی ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں،تو دوسری طرف مدارس عربیہ

کا پورا ڈھانچہ باطل کے شکنجہ میں ہے۔پورے ملک میں مدارس پر زبردست یلغار ہورہی ہے اور عالمی سطح پر دینی اداروں کے خلاف زہرافشانی کی جارہی ہے۔کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ فرقہ پرست تنظیم کا کوئی اہم لیڈر مدارس اسلامیہ کے خلاف ہرزہ سرائی نہ کرتا ہو، کبھی ان اداروں کو قومی دھاروں سے منحرف بتایا جاتا ہے، کبھی انھیں رجعت پسندی کا طعنہ دیا جاتا ہے۔غرض یہ کہ! باطل طاقتیں مدارس کے خلاف کھل کر سامنے آگئی ہیں اور اب فرقہ پرست طاقتیں سر چڑھ کر بول رہی ہیں اور تعصب سینوں سے نکل کر شارع عام پر آچکا ہے۔آر ایس ایس نے آج پورے ملک میں تعصب وعناد کا جال بچھا دیا ہے۔وشو ہندو پریشد نے پورے ماحول میں نفرت وعداوت کا بیج بو دیا ہے اور بجرنگ دَل جیسی فاشسٹ تنظیم عالمی سطح پر مدارس حقانیہ کی کردار کشی میں سرگرم ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آج ان مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا جاتا ہے۔یہ مدارس تو دین کے قلعے ہیں اور ان پر دہشت گردی کا الزام؟ افسوس صد افسوس! میرے دوستو یہ مدارس تو اس قابل تھے کہ انھیں سینوں سے لگایا جاتا، انھیں پلکوں پر بٹھایا جاتا، ان کی تعمیر وترقی میں ہر طرح کا تعاون کیا جاتا، انھیں سرسبز وشاداب رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی۔کیوں کہ یہی وہ مدارس ہیں جن کی کوکھ سے جنم لینے والے علماء کرام کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہندوستان آزاد ہوا ان ہی مدارس سے نکلی ہوئی تحریکات کی بدولت اس ملک میں آزادی کا انقلاب آیا ان ہی مراکز کے جانباز سپاہیوں کی جدوجہد کے بعد باشندگان وطن نے سکون وراحت کا سانس لیا ان ہی خانقاہوں کے اندر اللہ اللہ کی صدائیں بلند کرنے والے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل انگریزوں سے نجات اور رہائی نصیب ہوئی لیکن آج ان ہی مدارس کو مسمار کرنے کی کوششیں چل رہی ہیں۔

حضرات محترم! ہم پوری دنیا کی متعصب اور فرقہ پرست طاقتوں کو چیلنج کر کے یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مدرسہ کسی تعمیر کا نام نہیں ہے، مدرسہ کسی عمارت کا نام نہیں ہے۔ جہاں کوئی طالب علم آتا ہے جہاں کوئی استاذ بیٹھتا ہے، چاہے وہاں کوئی انار کا درخت ہو یا کھجور کا سایہ وہاں مدرسہ بن جایا کرتا ہے۔ ارے مدرسہ تو ہمارا نظریہ ہے، مدرسہ تو ہماری جان ہے، مدرسہ ہماری روح ہے، مدرسہ ہمارا ایمان ہے۔ رب کعبہ کی قسم! اب انھیں گرانے والے خود گر جائیں گے ان سے ٹکرانے والے خود پاش پاش ہو جائیں گے۔ باشندگان ہند بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے آج یہ سوال کیا جاتا ہے کہ مدارس نے دنیا کو کیا دیا۔ کیا یہ سوال درست ہے؟ میں کہتا ہوں یہ سوال قطعاً درست نہیں ہے سائل کو سوال کرنا ہی نہیں آیا۔ اگر سوال کرنا ہی تھا تو سوال یہ کرتا کہ مدارس نے دنیا کو کیا نہیں دیا۔ ارے باشندگان ہند تم تو ناسی بن چکے ہو، تم تو غدار بن چکے ہو، تم نے اگر چہ تاریخ کو بھلا دیا لیکن ہمیں اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ یاد ہے۔ آؤ میں تمھیں بتاؤں کہ کم و بیش ایک ارب بیس لاکھ ستّر ہزار احسان فراموش رام وراون کی ناپاک ذریت میں تمھیں بتاتا ہوں کہ مدارس نے دنیا کو کیا نہیں دیا۔ ارے ہاں ہاں مدارس نے دنیا کو بے ضمیری، ابن الوقتی اور ایمان فروشی نہیں دی، مدارس نے دنیا کو بے حیائی اور بے شرمی نہیں دی، مدارس نے دنیا کو خود غرضی اور مفاد پرستی نہیں دی، مدارس نے دنیا کو بزدلی اور پست حوصلگی کا سبق نہیں پڑھایا۔ ارے ہندوستان میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ تجھے انگریز کی جوتیوں سے اٹھا کر اقتدار پر کس نے بٹھایا، غلامی کے پنجروں سے پرندوں کی طرح پرواز کرنا کس نے سکھایا تمھیں قیدی سے شہری اور غیر وطنی سے وطنی کس نے بنایا؟ ہم سے ہمارے کارنامے اور داستانیں

معلوم کرنے والو! میں کیا بتاؤں اور کہاں تک بتاؤں اگر تم سے ہو سکے تو ہماری داستان افریقہ کے برپا کیئے طوفان سے پوچھو، ہماری داستان بالاکوٹ کی پہاڑی سے پوچھو، ہماری داستان شاملی کے میدان سے پوچھو، ہماری داستان عدالت کے کٹہرے سے پوچھو، ہماری داستان پھانسی کے پھندوں سے پوچھو، ہماری داستان کالے پانی سے پوچھو یہ تمام کے تمام ہمارے خلوص ووفا کے نغمے سنائیں گے۔آج کثرت پر اترانے والو اور اقتدار پر گھمنڈ کرنے والو تمھاری حکومت انگریز کی حکومت سے طاقتور نہیں، تمھاری یہ شاطرانہ چال انگریز سے تیز نہیں۔یادرکھو اگر تم باز نہ آئے تو آج میں کھل کر یہ پیغام دے رہا ہوں کہ

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

لیکن دوستو! مجھے کہنے دیجئے حقیقت بیانی کا موقع تو دیجئے۔حقیقت تو تلخ ہوتی ہی ہے مگر یہ بھی یاد رکھئے کہ اظہار حقیقت میں تاخیر کرنا بھی جرم ہے۔سوال یہ ہے کہ آج ہمیں یہ دن کیوں دیکھنے پڑے شر پسندوں کو مدارس کے خلاف زہر افشانی کا موقع کیسے ملا، ان اداروں پر پابندی کا مطالبہ کرنے کی ان میں سکت کہاں سے آئی ،مراکز دینیہ کو بنیاد پرستی کا طعنہ دینے کی ہمت ان میں کہاں سے پیدا ہوئی۔کیا اسمیں ہمارا قصور نہیں ہے؟ ہے اور یقیناً ہے۔

کیوں کہ حضرت نانوتویؒ کی روح ہمیں آواز لگا رہی ہے۔ حضرت شیخ الہند کا جگر ہمیں صدائیں دے رہا ہے اور حضرات علماء کرام کی شہادتیں ہمیں للکار رہی ہیں اور جملہ اکابر کے سینے چیخ چیخ کر ہم سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر اس ملک میں مدارس قائم ہیں تو ہمارا وجود قائم ہے۔ اگر یہ مدارس باقی ہیں تو مسلمانوں کا تشخص وامتیاز باقی ہے اگر یہ دینی ادارے زندہ ہیں تو اسلام کا چراغ روشن ہے۔ اگر یہ دینی مراکز مامون ہیں تو مسلمانوں کی عزت وآبرؤ مامون ہے۔ اگر یہ ادارے محفوظ ہیں تو دین اسلام محفوظ ہیں۔ اس لئے اے مسلمانو! مدارس کی اہمیت کو سمجھو مکاتب دینیہ کی افادیت کو محسوس کرو اور دینی اداروں کے قیام کی طرف خاص توجہ دو اور یہ یاد رکھو کہ اگر اندرونی طور پر ہم نے اپنے آپ کو تیار کرلیا اور نوجوانان اسلام کے دلوں کو قرآن وسنت کی تعلیمات کو منور کر دیا تو ان شاء اللہ العزیز دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمارے سامنے ٹک نہیں سکے گی۔ بس دعا یہ ہے کہ مولائے کریم مجھے اور آپ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

جہاد

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْفِرُوْاخِفَافاًوَّثِقَالاًوَجَاھِدُوْابِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌلَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْن .وَقَالَ النَّبِیُّ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْالَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ.

بزرگانِ محترم اور برادران عزیز!

سرور کائنات ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ دین حق کو تمام ادیان پر غالب کر دیا جائے جیسا کہ سورۂ صف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکِیْن: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے نبی کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے گو مشرکوں کو کیسا ہی گراں گزرے۔

مسلمانوں! ایک وقت تھا کہ دنیا کے ظالموں نے اسلام کے دشمنوں نے رب کے باغیوں نے یہ تصور کرلیا تھا کہ رب کی بنائی ہوئی سرزمین پر تین سوساٹھ خداؤں کی عبادت کی جائے گی۔ستاروں کو پوجا جائے گا،سورج کے سامنے سجدہ کیا

جائے گا، دریااور سمندر کو رب مانا جائے گا۔

لیکن رب نے بھی اعلان کر دیا کہ تین سو ساٹھ خداؤں کی نہیں بلکہ ایک رب کی عبادت کی جائے گی۔ دنیا کے ظالم! ہم نے رب کا نام جب بھی لیا تھا جب دنیا نے اس رب کے بھیجے ہوئے نبیوں کی آواز کو دبانے کی کوششیں کیں حضرت نوحؑ نے جب اپنی ظالم وجابر قوم کے سامنے رب کی عظمت کو بلند کیا، اسکی وحدانیت کا اعلان کیا تو پوری قوم ان کی دشمن ہوگئی لیکن حضرت نوحؑ نے اپنے رب کی وحدانیت کو نہیں چھوڑا۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے نمرود جیسے ظالم وجابر بادشاہ کے سامنے ایک رب کی عظمت کو بلند کیا تو نمرود نے کہا کہ خدا میں ہوں، رب میں ہوں، پالنہار میں ہوں ۔حضرت ابراہیمؑ نے کہا نہیں نہیں! بلکہ میرا خدا تو وہ ہے جس نے تجھے زندگی دی اور تجھے بادشاہت دی جو سورج کو نکالتا ہے اور غروب کرتا ہے خدا وہ ہے جس نے ستاروں سے آسمان کو مزین کیا۔ خدا وہ ہے جس نے شجر وحجر کو وجود دیا، خدا وہ ہے جس نے مجھے زندگی دی لیکن نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کی بات نہیں مانی بلکہ خدا کے اس باغی نے اس جملہ کو سننے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکنے کا حکم دیا۔ قربان جایئے حضرت ابراہیمؑ پر کہ انھوں نے آگ کے اندر جاتے جاتے بھی ایک رب کی عظمت کو بلند کیا اور پھر حضرت موسیٰؑ تشریف لائے اور اللہ نے انھیں نبوت عطا کی، رسالت عطا کی اور پھر حکم دیا کہ فرعون کے دربار میں جاؤ اور فرعون کے سامنے میری عظمت کا اعلان کرو جب حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے رب کی عظمت کو بلند کیا تو فرعون نے کہا میں تمھارا اعلیٰ رب ہوں حضرت موسیٰؑ نے کہا نہیں، تو رب نہیں ہوسکتا میرا رب تو وہ ہے جس نے کائنات کو بنایا خدا وہ ہے جس نے تجھے حکومت دی۔

میرے دوستو! حضرت موسیٰؑ نے فرعون جیسے ظالم وجابر بادشاہ کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے بلکہ اس کی خدائی کا انکار کیا اور ایک رب کی عظمت کو بلند کیا اور پھر جب حضرت عیسیٰؑ نے ایک رب کا نام لیا تو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو تختۂ دار پر لٹکانے کی کوشش کی لیکن اس مشکل مرحلہ میں بھی انھوں نے ایک رب کی عظمت کو بلند کیا۔ آخر میں شاہِ کون ومکاں تاجدار مدینہ جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مشرکین مکہ کے سامنے ایک رب کی عظمت کو بلند کیا تو ابوجہل نے کہا تھا ایک خدا کی نہیں بلکہ تین سو ساٹھ بتوں کی عبادت کی جائے گی۔ لیکن اللہ نے محمد ﷺ کے ذریعہ سے اپنا نام بلند کروایا اور جب حضرت بلالؓ امیہ کی چٹان کے نیچے آئے تو امیہ نے کہا بلال! بھول جا ایک خدا کو حضرت بلالؓ نے کہا ایک رب کا نام لیا تھا ایک رب کا نام لوں گا اور ایک رب کا نام لیتا رہوں گا امیہ ہار گیا، اس کا ظلم مٹ گیا۔ حضرت بلالؓ جیت گئے، اسلام جیت گیا اس لئے میں دنیا کے ان ظالموں سے کہتا ہوں جنھوں نے بابری مسجد گرا کر یہ اعلان کیا تھا کہ ہم نے بابری مسجد منہدم کر دی ہے اب ایک طرف سے مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو منہدم کرتے رہیں گے اور اسلام مٹتا رہے گا لیکن میں اسلام کے دشمنوں کو بتا دینا چاہتا ہوں، وقت کے فرعون اور جھوٹے دجال سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ رب کے باغیو! تمھارا ظلم تو کچھ بھی نہیں ہے تم سے پہلے بھی اسلام کے دشمن آئے اور نبیوں کا ناحق خون بہایا اور عام مسلمانوں کا ناحق قتل کیا۔ ان کا ظلم تمھارے ظلم سے بہت ہی زیادہ بڑھ کر تھا لیکن تب بھی ہم نے رب کا نام نہیں چھوڑا تم نے بابری مسجد منہدم کر کے خوشیاں منائیں لیکن وہ دن دور نہیں ہے جب بابری مسجد کی دوبارہ تعمیر ہوگی اور وہاں سے اذان کی آوازیں گونجیں گی۔ اور یہیں تک بس نہیں بلکہ

ہندوستان کے ہر بت خانہ کی جگہ مسجد ہوگی اور ہر جگہ سے اللہ اکبر کی صدائیں سنائی دیں گی۔تم نے بابری مسجد گرا گر خوشیاں منائیں لیکن الحمدللہ بابری مسجد تو نہ بنا سکے بابری مسجد کے بدلہ میں ہزاروں مسجدیں تیار ہو چکی ہیں۔

میرے عزیز مسلمانو! میں اس وقت تم سے مخاطب ہوں خاص طور پر میں اپنے جوانوں سے مخاطب ہوں اور ان سے میری یہی درخواست ہے کہ وہ ذرا ہوش میں آئیں اور اپنی حیثیت کو پہچانیں۔نوجوانو! خدا کے واسطے اپنی جوانی کو کام میں لاؤ ،مسلمانو! تم اپنی عزت اور اپنے وقار کو بھول رہے ہو رب نے تو کہا ہے **وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین** :تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہو اور دوسرا خطاب تمھیں بہترین امت ہونے کا دیا ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے:
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر: کہ تم بہترین امت پید بنا کرا کئے گئے ہو لوگوں کے لئے تم بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔یہ وہ خطاب ہے جو کسی نبی کی امت کو نہیں ملا۔حضرت نوحؑ تشریف لائے اور اللہ نے نبوت بھی دی لیکن ان کی امت کو یہ لقب نہیں ملا۔حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے لیکن ان کی امت کو یہ لقب نہیں ملا۔حضرت اسماعیلؑ تشریف لائے لیکن ان کی امت کو یہ لقب نہیں ملا۔حضرت موسیٰؑ تشریف لائے اور تورات عطا کی لیکن ان کی امت کو یہ لقب نہیں ملا۔حضرت داؤدؑ تشریف لائے اور اللہ نے زبور عطا کی لیکن ان کی امت کو بھی یہ لقب نہیں ملا۔حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے لیکن ان کی امت کو بھی یہ لقب نہیں ملا۔بڑے بڑے انبیاءؑ تشریف لائے جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب ورسالت عطا کی لیکن ان کی امت کے لئے کسی کتاب

یا صحیفے کے اوراق میں ان الفاظ کا استعمال نہیں کیا گیا اگر شرف حاصل ہوا تو شاہ کون ومکاں تاجدار مدینہ ﷺ کی امت کو حاصل ہوا اگر یہ لقب ملا تو اس امت کو ملا۔

سوچو مسلمانوں! رب تمھیں بہترین امت ہونے کا خطاب دے رہا ہے اپنے کلام کے اندر تمھیں یاد کر رہا ہے اور تمھیں بتا رہا ہے کہ تم ماموارت پر عمل کرنے والے اور منہیات سے روکنے والے ہو۔لیکن تم کو ہو کیا گیا ہے کہ تم قرآنی تعلیمات سے منہ موڑ رہے ہو نبی کی شریعت سے منہ چھپا رہے ہو، دین محمدی سے بغاوت کر رہے ہو۔مسلمانوں تم اپنی شریعت کا جنازہ خود نکال رہے ہو تمھیں تو نبی کے چہرے سے بھی نفرت معلوم ہوتی ہے مسلمانوں! میرے نبی نے تو چہرے پر داڑھی رکھی تھی، میرے نبی نے تو سر مبارک پر ٹوپی رکھی تھی میرے نبی نے تو عمامہ بھی باندھا تھا۔تم نے تو نبی کا چہرا بھی بدل ڈالا، تم نے تو نبی کا لباس بھی بدل ڈالا۔یہودی لومڑی، انگریز بھیڑیا جب تمھارے سامنے آیا تو تم نے ان کا لباس پسند کرلیا۔وہ بھیڑیا جب چہرے پر استرا لگا کر آیا تو تم نے بھی اپنے چہرے پر استرا لگالیا جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی قوم کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔اور جو رب کے حکم کو توڑے گا وہ شداد، قارون، ہامانا، فرعون، نمرود، ابو جہل ،امیہ بن خلف کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔جو داڑھی منڈ اوائے گا وہ انگریز بھیڑیئے کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔مسلمانوں تم داڑھی کی قدر نہیں کرتے ذرا سوچو! اگر کل روز قیامت میں میرے نبی نے چہرا پھیر لیا تو کیا کروگے پھر کہاں ٹھکانا ہوگا۔خدا کی قسم میرے نبی نے تو فرمایا داڑھی میں خوبصورتی ہے، داڑھی میں حسن ہے، داڑھی میں جمال ہے تم اپنے چہرے کو خوبصورت بنانے کے لئے داڑھی منڈواتے ہو خدا کی تخلیق میں تغیر کرتے

ہو۔رب نے تو کہاہے کہ ہم نے مرد کو داڑھی دے کر حسن دیا ہے اور عورتوں کو داڑھی نہ دے کر حسن دیا ہے۔نوجوانوں تم مخلوق کی خوشی کے لئے اپنے خالق کو ناراض کرتے ہو ،اپنی بیوی کی خوشی کے لئے دونوں جہاں کے سردار کو ناراض کرتے ہو یہ ایک مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ایک صاحب سے میری ملاقات ہوئی اس نے مجھے سلام کیا میں نے اس سے کہا میاں مسلمان ہواور تمھارے چہرے پر داڑھی نہیں۔داڑھی رکھنا میرے نبی کی سنت ہے جو داڑھی منڈواتا ہے گویا نبی کے سینہ مبارک پر چھری چلاتا ہے اور چھری وہی چلاسکتا ہے جو نبی کا دشمن ہو۔اس آدمی نے کہا کہ میں مجبور تھا میری بیوی نے مجھ سے داڑھی منڈوانے کو کہا کیوں کہ میری بیوی کو داڑھی پسند نہیں۔میں نے کہا خدا کی قسم اگر شریعت میں لاکھ مرتبہ طلاق دینے کی اجازت ہوتی تو لاکھ مرتبہ طلاق دیدیتا لیکن اپنی عورت کو نکاح میں نہ رکھتا۔بیوقوف ہے وہ عورت ،جاہل ہے وہ عورت نبی کے دین کی باغی ہے،وہ عورت منافق ہے،وہ عورت رب کی نافرمان ہے۔اوراس کی اطاعت کرکے تو بھی نافرمان بن گیا ہے اور بہت سے مسلمان نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم داڑھی رکھیں گے تو ہمیں لڑکیاں نہیں ملیں گی ،ہمارے رشتہ نہیں ہوں گے،ہمیں لڑکیاں پسند نہیں کریں گی۔میں کہتا ہوں کہ داڑھی کی حیثیت نہیں جانتے ہو تو برطانیہ کی ان پردہ نشین لڑکیوں سے پوچھو جواپنی ماں سے فریاد کرتی ہیں کہ ہماری شادی کسی داڑھی والے سے کرانا،ہماری شادی کسی مفتی سے کرانا،ہماری شادی قرآن وحدیث کے محافظ سے کرانا،ہماری شادی کسی مجاہد سے کرانا کیوں کہ جو مجاہد ہوگا اس کے چہرے پر داڑھی ہوگی اور جس کے چہرے پر داڑھی ہوگی وہ رب کا فرمانبردار ہوگا۔مسلمانوں میرے نبی نے تو فرمایا کہ داڑھی والوں سے حوریں بھی پیار کرتی ہیں۔وہ حوریں جن کی جوانی کبھی ختم نہیں

ہوگی، جن کا حسن کبھی زائل نہیں ہوگا۔ جن کی صفات کو قرآن پاک کے اندر یوں ارشاد فرمایا وَحُوۡرٌ عِیۡنٌ: موٹی آنکھوں والیاں ہونگی۔ عُرُباً اَتۡرَاباً: ان کے سینے ابھرے ہوں گے۔

فِیۡهِنَّ قٰصِرَاتُ الطَّرۡفِ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَان: اس میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی ان کو کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا اس سے پہلے کَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُوءِ الۡمَكۡنُوۡن: گویا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ جوانو! اگر جوانی لٹانی ہے تو ان حوروں کے پیچھے لٹاؤ ان کے پیچھے نہیں جن کا حسن ختم ہو جانے والا ہے جن کی جوانی ختم ہو جائے گی جن کے اندر پلیدی اور گندگی ہے، جن کے اندر پائخانہ اور پیشاب کی تھیلیاں ہیں، جن کو حیض کا خون بھی آتا ہے، جن کے سر سے لے کر پیر تک گندگی ہی گندگی ہے۔ ان کے پیچھے اپنی جوانی برباد نہ کرو، رب کی اطاعت کرو سنت نبوی پر عمل کرو اور جنت کی حوریں حاصل کرو۔

مسلمانو! آج تم پریشان حال کیوں ہو؟ ذرا سوچو تم نے نبی کے حکم کو ٹھکرایا، نبی کی سنت کو چھوڑا اور اللہ نے تمھیں دربدر کر دیا۔ دشمن تم پر مسلط ہو گئے تم سے تمھارا حق چھین لیا گیا۔ دیکھو غور سے دیکھو! ایک طرف گجرات کے مسلمانوں کا خون ہوتا ہے، تو دوسری طرف احمد آباد کے نوجوان کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے، کیا اس میں حکومت کا ہاتھ نہیں ہے؟ کیا اس میں حکومت کی سازش نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں اس میں حکومت کا سو فیصد ہاتھ ہے۔ اس لئے کہ حکومت کے قبضہ میں فورس و پولیس ہے وہ چاہتے تو فوراً روک سکتے تھے صرف ان کو آرڈر کرنے کی دیر تھی۔ لیکن حکومت خود خاموش بیٹھی ہوئی تھی بلکہ حکومت کی زبردست سازش ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی ہندو کے خلاف

آواز اٹھاتا ہے یا کسی ظالم کے خلاف صدائے حق بلند کرتا ہے، اگر کوئی مسلمان جہاد کی نیت کرتا ہے یا اسلام کے فریضہ کو انجام دیتا ہے یا ماں بہنوں کے دوپٹے کی حفاظت کے لئے خون بہاتا ہے تو اس کو بدنام کیا جاتا ہے۔ اس کے راستے کو بند کیا جاتا ہے اور اس کو دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے۔

اسلام کے نوجوانو! وہی متعصب ایڈوانی غدار بھاجپا، خونخوار مرلی منوہر جوشی ، اوما بھارتی بے حیا بے شرم کے ناپاک بیانات کا اگر کوئی مسلمان جواب دیتا ہے تو اسے دہشت گرد قرار دے کر قتل کرنے کی سازش کی جاتی ہے۔

مسلمانوں! کہہ دو ان ٹکڑوں پر مرنے والے کتوں سے کہ اگر خدا کا حکم ماننا دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، نبی کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کا نام دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، ہاں ہاں! مجھے کہنے دیجئے ابوبکر کی صداقت کا نام دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، عمر کی عدالت کا نام دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، عثمان کی سخاوت کا نام دہشت گردی ہے، علی کی شجاعت کا نام دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، اگر قرآن پڑھنے کا نام دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، پگڑی عمامہ باندھنے کا نام دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، ٹوپی لگانا دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، داڑھی رکھنا دہشت گردی ہے تو ہم دہشت گرد سہی، مسلمان بہو بیٹیوں کی عزت بچانے کے لئے خون بہانا دہشت گردی ہے ہم دہشت گرد سہی، اگر اسلام کے خلاف بھونکنے والے کتوں کے سوالات کے جوابات دینا دہشت گردی ہے تو یاد رکھو ہم دہشت گرد ہیں اور رہیں گے۔

اسلام کے دھڑکتے دلو! ذرا غور کرو غور کرنے کا مقام ہے ان یہودیوں اور

عیسائیوں اور ہندوؤں کی جرأت اتنی کیوں بڑھ گئی ہے، مسلمانوں کو ذلت کی نگاہوں سے کیوں دیکھا جارہا ہے۔پاکستان وافغانستان کے مسلمانوں پر تنقید کیوں کی جارہی ہے۔ہندوستان کی فورس وپولیس کوشاباشی کیوں دی جارہی ہے۔حالانکہ ان یہودیوں کوکل مسلمانوں نے اتنا مارا تھا کہ کہیں جگہ نہیں مل رہی تھی آپ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے یہی یہودی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منتیں کررہے تھے ہمیں خیبر میں رہنے دیجئے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو وہاں سے نکالنے کا فیصلہ کیا تو ایک بوڑھے یہودی نے آکر کہا کہ اے عمر آپ ہی کے سامنے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ ان یہودیوں کو خیبر میں رہنے دو تو پھر آج کیوں ہمیں نکال رہے ہو۔سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا کہ اے دشمن خدا مجھے میرے نبی کا ایک ایک فرمان یاد ہے مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اللہ کے نبی نے تیری طرف اشارہ کرکے کہا تھا وہ دن بھی آئے گا کہ مسلمان تم کو خیبر سے نکالیں گے۔اور تیری اونٹنی پیچھے پیچھے دوڑتی ہوئی ہوگی اس لئے میں تم کو خیبر سے نکالوں گا اور خیبر کو تم سے پاک کروں گا۔

اے اسلام کے پاسبانو! آج فیصلہ کرکے بتاؤ کیا قرآن جھوٹا ہے؟ کیا میرے نبی کا فرمان جھوٹا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو سنو آج ہمارے ملک کے اس قدر سنگین حالات میں ہم نے مانا کہ آج جہاد کے مکمل شرائط موجود نہیں لیکن کیا تمھارے منہ میں زبان نہیں کہ صدائے احتجاج بلند کرسکو، کیا تمھارے قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ اخبارات ورسائل میں حالات کو رقم کرکے مسلمانوں میں جوش وجذبہ اور بیداری پیدا کرسکے اور ان کو مستقبل کے لئے تیار کرسکے۔

مسلمانو! ہماری اسی بزدلی کی وجہ سے اور اسی کم ہمتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے کلمے

کو نیچے کیا جارہا ہے اللہ کی مسجد کو منہدم کر کے رام مندر کی تعمیر کی جارہی ہے۔ دعوت دین پر پابندی لگائی جارہی ہے قرآن کو جلایا جارہا ہے اللہ کا نام لینا جرم قرار دیا جارہا ہے۔

مگر افسوس صد افسوس !مسلمان یہ سوچتا ہے کہ ہم کمزور ہیں ہمارے اندر طاقت وقوت نہیں ہے ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ میں کہنا چاہتوں کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ جتنی مخلوق ہیں سب سے زیادہ طاقت وقوت مسلمانوں کے اندر ہے لیکن اس طاقت وقوت کا اندازہ ہم مسلمانوں کو نہیں اس طاقت وقوت کا اندازہ ارشاد باری سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اناعرضنا الامانة علیٰ السمٰوات والارض والجبال فابین این یحملنھاو اشفقن منھاوحملھاالانسان انه کان ظلوماًجھولاً: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے پیش کیا امانت کو آسمان پر تو انھوں نے انکار کیا، پھر پیش کیا زمین کو تو اس نے بھی قبول نہیں کیا، پہاڑوں کو تو انھوں نے بھی منھ موڑ لیا یہ تینوں اللہ رب العزت کی تخلیق کردہ تمام مخلوقات میں بڑی مخلوق ہیں لیکن تینوں میں سے کوئی اٹھانے کے لئے تیار نہیں اُٹھائے تو اٹھائے کون پورے عالم میں شور وہنگامہ مچ گیا۔ بالآخر وحملھاالانسان: انسان اس کو اٹھاتا ہے تو ہم کیسے گمان کرسکتے ہیں کہ ہمارے اندر طاقت نہیں کسی کو یہ خدشہ ہوسکتا ہے کہ انسان میں مسلم وغیر دونوں شامل ہیں پھر مسلمان کی تخصیص کیوں ہے۔ جواب یہ ہے کہ قرآن کے نزول کے بارے میں کوئی نہیں بتاسکتا کہ کسی غیر مسلم پر نازل ہوا ہو تو اس سے خود بخود بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن کو اٹھانے والے مسلمان ہیں۔

مسلمانو! اب ہمیں اپنی طاقت کا اندازہ ہوگیا ہمارے سامنے طاقت کا خزانہ کھل کر آگیا دیکھو آج ہماری مذہبی آزادی پر حملہ کیا جائے گا تو کیا ہم مسلمان خاموش

بیٹھے رہیں گے میں کہتا ہوں نہیں ہرگز نہیں مسلمان خاموش بیٹھنے والا نہیں ہے مسلمان تو اپنے دین ومذہب کی بقاء وتحفظ پر حملے کو قطعاً برداشت نہیں کرسکتا وہ تو اپنے خون کا ایک ایک قطرہ اپنے مذہب کی بقا کیلئے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش کرنے کو تیار رہتا ہے۔

لیکن مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے تمھیں کس چیز کا خوف ہو رہا ہے تمھاری بہادری کو کس نے لوٹ لیا۔ تمھارے جوش ایمان کہاں دفن ہو گیا ہے تم اپنی فاتحانہ تاریخ کو کیسے بھول رہے ہو تم اپنی مظلومیت کو کیسے برداشت کر رہے ہو دین اسلام لٹا جارہا ہے تمھیں نیند کیسے آرہی ہے تم اپنی عظیم دینی درس گاہوں اور خانقاہوں کی آہ وفغاں کو نہیں سن رہے ہو تم اپنے اکابر واسلاف کے کردار کو بھول کیسے گئے ہو کیا اپنے برگوں کی قربانیاں اور دھڑکنیں تمھیں تڑپا نہیں رہی ہیں؟ کیا تم اپنی کتابوں میں حضرت ابوبکرؓ کی بے چینی وبے قراری کو بار بار پڑھ نہیں رہے ہو۔ کیا سیدنا عمرؓ کی دینی وفاداری تمھارے سامنے نہیں ہے؟ اگر ظالم وجابر قوموں نے مدارس ومکاتب کو تباہ وبرباد کر دیا تو اپنے حبیب ﷺ کی پیاری باتیں کہاں سے سنو گے؟ کیا پوری امت جب مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر ارتداد کے گڑھے میں جا گرے گی تب تم اٹھو گے۔ آخر تمھیں کس چیز کا انتظار ہے کل حشر کے میدان میں جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ بتا ظالم جس دین کی خاطر میرے لاڈلے حسین کو میدان کربلا کی چلچلاتی دھوپ میں شہید کر دیا گیا، جس دین کی خاطر سیدنا حضرت فاروقؓ نے فاقہ کشی کر کے راتوں پر رات گزار دیں، جس دین کی خاطر سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گلے میں چادر ڈال کر صحن کعبہ میں گھسیٹا گیا، جس دین کی خاطر حضرت عثمانؓ کو مہینوں گھر میں بند کر کے بھوک وپیاس سے تڑپا تڑپا کر خارجیوں نے شہید کر ڈالا، جس دین کی خاطر حضرت علیؓ پوری زندگی

غیروں سے جنگ کرتے رہے، جس دین کی خاطر حضرت بلال حبشیؓ کو آگ کے انگاروں پر لٹایا گیا، جس دین کی خاطر حضرت خبابؓ کو مارا گیا، جس دین کی خاطر حضرت حمزہؓ کو میدان کارزار میں شہید کر دیا گیا، جس دین کی خاطر بی بی سمیہؓ کے نازک حصہ پر برچھا مار کر شہید کر دیا گیا، جس دین کی خاطر ستّر جانثار صحابۂ کرام نے غزوۂ احد میں اپنی جانیں قربان کر دیں آپ ﷺ کو وطن عزیز مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا گیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے پوری زندگی امت کی فکر اور بے چینی و بے قراری میں گزار دی۔ بتاؤ ظالمو تم نے اس کی کیا خدمت کی۔ دوستو اس وقت کیا جواب ہوگا۔

اس لئے مسلمانوں سنو! کل کی رسوائی سے بچنے کے لئے آج تم اپنی آنکھیں اس ترکش بیداری کی طرح کھولو جس کی آنکھیں کبھی جھپکتی نہیں ہیں، جس کو کبھی نیند نہیں آتی۔ دشمنوں نے ہمارے مذہب پر حملہ کیا، ہمیں برباد کر کے رکھ دیا۔ لیکن اے چشم بیدار جو انسانیت کی نگرانی اور کمزوروں کی پاسبانی تھی وہی ابھی تک سو رہی ہے۔

اے مرد مسلم! تم ہی دین متین کی محافظ ہو اور نبی ﷺ کی تعلیم کی مبلغ ہو۔ اے بانی حرم فرزند ابراہیم ایک بار پھر دین کی تعمیر کے لئے اٹھو اور اپنی گہری نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ آج مسئلہ کسی ایک مدرسہ کا نہیں یا کسی ایک جامعہ کا نہیں بلکہ آج تو مسئلہ علوم اسلام کے بقا و تحفظ کا ہے آج پوری انسانیت اسلام کے لئے قسم کھا چکی ہے۔ خندق کی آگ میں کودنے کے لئے اور بداخلاقی کے دلدل میں ڈوبنے کے لئے تیار ہے۔ ایسے نازک وقت میں ڈوبتی کشتی کا ملاح آپ کے سوا کوئی نہیں۔ امت کی شکستہ حالی کو خوشحالی میں تبدیل کرنا آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آزادی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ

دورِ جمہوریت میں ناانصافی

حامِداً وَ مُصَلِّیاً اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَوَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰیٓ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّھُمْ یَلْعَبُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

عزیز طالب علم بھائیو و برادران اسلام!

یوں تو مسلمانوں کی تاریخ مشکلات ومصائب، ابتلاء وآزمائش کی داستانوں سے لبریز ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ہر دور اور ہر زمانہ میں مخالفت ومعاندت کی آندھیاں چلیں، نفرت وعداوت کے طوفان اور فتنہ وفساد کا سیلاب آیا۔ مگر اس حق پرست جانباز قوم نے ان سب کا رخ ہمیشہ کے لئے دشمنوں کی طرف موڑ دیا۔ آج بھی عالمی پیمانہ پر مسلمانوں کو ہر ملک میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مگر جو شدت ہندوستان میں نظر آتی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ یہاں مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت، ظلم وستم مصائب وآلام کا سلسلہ آزادی کے بعد سے جاری ہے۔ جن مسلمانوں نے تحریک آزادی میں اپنے لہو سے مادر وطن کی پیاس بجھائی، جیل کی

کوٹھریوں اور پھانسی کے تختوں پر آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ جن مسلمانوں نے اپنی سات سو سالہ تاریخ میں ہندوستان کو دولت وثروت سے مالامال کردیا تھا اور اس کو سونے کی چڑیا بنادیا تھا۔ جن مسلمانوں نے ہندوستان میں اتحاد واتفاق کا چمن لگایا تھا، ہندو مسلم ایکتا کا چراغ روشن کیا تھا، انھیں کو آج غدار وطن کہا جاتا ہے۔ ان کو فسادات کی آگ میں جھونک دیا جاتا ہے اور بے گناہ مسلمانوں کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا جاتا ہے دہشت گردی کا الزام تھوپا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آتنک وادی اور دہشت گرد وہ ہے جس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا، دہشت گرد وہ ہے جو مسلمانوں کی عزت سے کھلواڑ کرتا ہے، آتنک وادی اور ڈاکو وہ ہے جو مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے، دہشت گرد تو وہ ہے جس نے ملک کے نافذ کئے ہوئے آئین اور قانون کو توڑ کر فساد کا طوفان کھڑا کیا۔ کیا ملا ہمیں آزادی کے بعد ؟ گجرات کے جلتے ہوئے مکانات، امرتسر کے جلتے دن ورات، جمشید پور کی جلتی وتڑپتی لاشیں، حیدرآباد کی خونریزی، مظفرنگر کا دل دہلا دینے والا حادثہ اور بابری مسجد کی شہادت اور ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ ہمیں غیر ملکی کہہ کر ملک بدر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ارے یاد کرو اس وقت کو! جب تم انگریز کی جوتیاں صاف کررہے تھے اور غلامی کا طوق تمھاری گردن میں پڑا ہوا تھا اور یہ ملک ہندوستان آزادی کے لئے ترس رہا تھا تو اس وقت اس ملک کی گود میں پرورش پانے والا کوئی مائی کا لال اتنی جرأت نہیں کرسکتا تھا جو انگریز کی حکومت کو للکار سکے اور دنیا کی سپر پاور طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے آواز اٹھا سکے۔ دیکھو ہماری بے باکی کو! سب سے پہلے جس نے آواز اٹھائی تھی وہ شیر دل انسان انسانیت کا مسیحا شاہ ولی اللہ کا فرزند شاہ عبدالعزیز تھا۔ شاہ

عبدالعزیز کی آواز کیا تھی ؟ وہ آواز یہ تھی کہ انگریز کے خلاف جہاد کرنا چاہئے اور ملک ہندوستان کو انگریز سے آزاد کرایا جائے شاہ عبدالعزی کا یہ فتویٰ انگریز کے لئے ایک خطرناک پیغام تھا جس نے انگریز کو بے چین کر دیا تھا۔

اسی آواز کے سہارے علماءِ ہند اور خاص طور سے علماء دیوبند سر پر کفن باندھ کر انگریز کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے میدان میں نکل پڑے۔ پھر تاریخ نے دیکھا کہ علماء کو توپ کے منھ پر باندھ کر گولا داغ دیا گیا۔ رب کی قسم! علماء کرام کے گوشت کے لوتھڑے اڑ گئے اور فضائے آسمانی خون سے رنگین ہوگئی۔ یہ بھی ہوا کہ علماء کرام کے جسموں کو تانبے سے داغ دیا گیا اور علماء کرام کے جسموں کو سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنوروں میں ڈالا گیا۔

لمحاتِ تاریخ نے یہ بھی دیکھا کہ علماء کو ہاتھیوں پر کھڑا کر کے درختوں سے باندھ کر ہاتھیوں کو چلا دیا گیا۔ لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندا بنا دیا تھا اور ایک ایک دن میں اسّی اسّی علماء کرام کو پھانسی دی جاتی تھی اور یہ بھی ہوا کہ علماء کو بوریوں میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا جاتا اور اوپر سے گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا۔

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دریا کا پانی علماء کرام کے خون سے سرخ ہو چکا تھا۔ مگر کسی عالم نے نہ تو انگریز سے سمجھوتا کیا اور نہ ہی انگریز کے سامنے گردن جھکائی۔ آج ہماری تاریخ مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جنگ آزادی کی تاریخ سے مسلمانوں کا نام نکالا جا رہا ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ ہم سے یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ تم نے اس ہندوستان کو کیا دیا۔

اے محبانِ وطن! جاؤ ہمالیہ کی بلندی سے پوچھو، گنگا کی گہرائی سے معلوم

کرو، سرزمین ہند کی شادابی سے پوچھو، تاج محل کی فلک بوس عمارت سے پوچھو، قطب مینار سے معلوم کرو، لال قلعہ اور جامع مسجد کی در و دیوار سے پوچھو۔ یہ سب کے سب ہماری عظمت کی گواہی دیں گے۔ ہندوستان کا چپہ چپہ اس پر شاہد ہے کہ اے ہندوستان کے انصاف ور دانشورو! ہمیں بتلاؤ کہ ہندوستان کو قطب مینار کی بلندی کس نے تاج دی؟ جامع مسجد کی پرشکوہ عمارت کس نے دی؟ لال قلعہ کی عظمت کس نے دی؟ تاج محل کی رعنائی کس نے عطا کی؟

یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

الغرض! مسلمانوں کی تاریخ کے بکھرے ہوئے اوراق کی یہ پکار نہیں بلکہ کرسی نشین حکمرانوں کی بھی یہی شہادت ہے کہ ہمیشہ اس آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے مسائل میں جمہوریت کا مذاق اڑا گیا اور مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا گیا ہے ہر میدان میں مسلمانوں کو مفلوج بنایا گیا ہے۔ معیشت ہو یا تجارت، سیاست ہو یا ملازمت ہر موڑ پر مسلمانوں کو مجبور بنایا گیا ہے ہماری ترقی کی راہوں میں رکاوٹیں حائل کی گئیں اور قدم قدم پر اقلیّت کا روڑا اٹکایا جاتا ہے۔

آج حکومت کے ایوانوں سے لے کر ملازمت کے میدانوں تک اقلیت کا نعرہ لگایا جاتا ہے جبکہ ہندوستان کی آزادی میں برادران وطن سے کہیں زیادہ ہماری قربانیاں ہیں۔ ہم ان لوگوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچا دینا چاہتے ہیں جن کے ہاتھوں میں زمام حکومت ہے کہ اگر ہندوستان کی سالمیت چاہتے ہو تو ہمیں وہ حق دو جو جمہوریت کے آئین کی رُو سے ملتا ہے۔ مسلمانوں کو ہر طرح سے مذہبی آزادی چاہئے۔ ہم ارباب حکومت سے کہنا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق پامال نہ کریں۔

ورنہ اگر مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ چھلک اٹھااور ان کے جیالوں نے صبر کا دامن چھوڑ دیا تو وہ تمھارے لئے آتش فشاں بن اٹھیں گے اور قہر خداوندی بن کر چھا جائیں گے پھر تمھاری ساری طاقت ہوا بن کر اُڑ جائے گی اور تمھاری حکومت کے پرخچے اڑ جائیں گے۔

تجھے مبارک ہو حکمرانی مخالفت بھی ہم نہ کریں گے
اگر شریعت پہ ہاتھ ڈالا نہ تم رہو گے نہ ہم رہیں گے

وماتوفیقی الا باللہ

جنگ آزادی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَکْرَمْ اَمَابَعْدُ!
اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّمَایَخْشٰی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

عزیزان ملت ونوجوانان اسلام!

بڑے زور وشور کے ساتھ اطراف ملک میں یہ آواز گونج رہی ہے اور یہ صدا لگائی جارہی ہے کہ آزادئ ہند کی لڑائی صرف ہندوؤں نے لڑی ہے۔ لہٰذا ہندوستان ہندوراشٹ ہے اس لئے آج کبھی آر ایس ایس، بجرنگ دل اور شیوسینا جیسی تنظیمیں مسلمانوں کے خلاف زہرافشانی کرتی نظر آرہی ہیں اور اپنی بے لگام زبان سے مسلمانوں کو غیر ملکی ثابت کرنا چاہتی ہیں تو کبھی ساکشی مہاراج کی گندی فہم دینی اداروں کو دہشت گردی کا اڈا ثابت کرنے کی ناروا کوشش کرتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں حکومت سے کہ بتاؤ جب ہندوستان کی سرزمین پر انگریز کا تسلط ہوا اور جب ہندوستان کی مانگ کا سندور کھرچا جارہا تھا، خوبصورت عمارتوں کو مسمار کیا جارہا تھا عزت وآبرو کو پیروں تلے کچلا اور روندا جارہا تھا وہ کون تھا جو اس ملک کی عزت بچانے کے لئے اپنا لہو بہا رہا تھا آج تم ہم سے سند وفا مانگتے ہو اور سورج سے زیادہ روشن تحریک آزادی میں ہمارے کردار کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہو تو سنو! ہم ملک کے رکھوالے

اور محافظ ہیں احسان فراموش تم ہو کہ تمھیں آزادی کی پرسکون فضائیں ہم نے دی ہیں۔

آؤ دیکھو اپنے ماضی کو جب تم انگریز کے چنگل میں جکڑے ہوئے تھے سانس لینے کی تم کو مہلت نہ تھی تو اس وقت اس ملک کی گود میں پرورش پانے والا کوئی مائی کا لال اتنی جرأت نہیں کر سکتا تھا جو انگریز کی حکومت کو للکار سکے اور دنیا کی سپر پاور طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے آواز اٹھا سکے۔ دیکھو ہماری بے باکی کو سب سے پہلے جس نے آواز اٹھائی تھی وہ شیر دل انسان، خدا ترس انسانیت کا مسیحا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فرزند شاہ عبدالعزیز تھا۔ شاہ عبدالعزیز کی آواز کیا تھی وہ آواز یہ تھی کہ انگریز کے خلاف جہاد کیا جائے اور ملک ہندوستان کو آزاد کیا جائے۔ شاہ عبدالعزیز کا یہ فتویٰ انگریز کے لئے ایک خطرناک پیغام تھا جس نے انگریز کو بے چین کر دیا تھا اسی آواز کے سہارے علماء ہند اور خاص طور پر علماء دیوبند اپنے سر سے کفن باندھ کر انگریز کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے میدان میں نکل پڑے پھر تاریخ نے دیکھا کہ علماء کو توپ کے منہ پر باندھ کر گولا داغ دیا جاتا۔ رب کی قسم علماء کرام کے گوشت کے لوتھڑے اڑ گئے اور فضاء آسمانی خون سے رنگین ہوگئی یہ بھی ہوا کہ علماء کے جسموں کو تانبے سے داغا گیا، علماء کو سؤروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنوروں میں ڈالا گیا۔ لمحات تاریخ نے یہ بھی دیکھا کہ علماء کو ہاتھیوں پر کھڑا کر کے درختوں سے باندھ کر ہاتھیوں کو چلا دیا گیا۔ لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندا بنایا تھا ایک ایک دن میں اسّی اسّی علماء کو پھانسی دی جاتی تھی اور یہ بھی ہوا کہ علماء کرام کو بوریوں میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا جاتا اور اوپر سے گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا، علماء کو دہکتے انگاروں میں ڈالا گیا اور ان کو بھون دیا گیا اور یوں کہا گیا کہ مولویو! تم صرف ایک بار یوں کہہ دو کہ ہم ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

میں شریک نہیں تھے ابھی چھوڑ دیا جائے گا۔

لیکن رب کی قسم سارے علماء آگ میں پک گئے لیکن ایک نے بھی انگریز کے سامے گردن نہیں جھکائی۔

عزیزان ملت! اتنی شدید قربانیوں کے بعد ہندوستان آزاد ہوا اگر یوں کہوں کہ علماء کے خون سے سرزمین ہند کو دھویا گیا تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ کہیں سید احمد شہید بریلوی اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے دکھائی دیں گے تو کسی محاذ پر شاہ اسماعیل شہید اپنے خون سے بالاکوٹ کے پہاڑوں کو رنگین کرتے دکھائی دیں گے۔ کہیں حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور حافظ ضامن شہید سرخیل ہوتے دکھائی دیں گے تو کہیں ارادت مندان باصفا حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کی جنگی سرکردگی ملے گی، کہیں شیخ الہندؒ اور شیخ الاسلامؒ شمشیریں برہنہ کی طرح نظر آئیں گے۔ یادرکھو! یہ وہی شیخ الہند ہیں جنھوں نے انگریزوں کے خلاف ایک عالمگیر تحریک چلائی تھی کہ عقل انسانی حیران و ششدر رہ گئی جسے تاریخ میں "تحریک ریشمی رومال" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

الغرض! مختصر یہ کہ اگر جنگ آزادی میں علماء کرام حصہ نہ لیتے تو یہ ہندوستان کبھی بھی آزاد نہ ہوتا۔

لیکن میرے دوستو! بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ کل ہمارے اسلاف نے اپنا خون پسینہ کی طرح بہا کر آزادی جیسی نعمت حاصل کی تھی لیکن آج ہمارے ساتھ کیا ظلم وستم ہو رہا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

لہذا میں پوچھنا چاہتا ہوں ان تعصب پرستوں سے، ان فرقہ پرستوں سے، ان آزادی کا نام لینے والوں سے کیا آزادی اسی کا نام ہے جو چاہے مدارس پر حملہ

کرے، جو چاہے مدارس پر پابندی لگائے، جو چاہے قرآن میں تحریف کا مطالبہ کرے۔ کیا آزادی اسی کا نام ہے کہ ہمیں دہشت گرد قرار دیا جائے۔

تو یاد رکھیئے! کہ ایسی آزادی پر ہم کل بھی لعنت بھیجتے تھے آج بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ کیوں کہ ہمیں آزادی چاہیئے رب کے نظام کی آزادی، نبی کے دستور کی آزادی، صحابہ کے نظام کی آزادی۔

اپنے اجداد کو کبھی بدنام نہ ہونے دیں گے
یہ حویلی کبھی نیلام نہ ہونے دیں گے

دیکھنا ہے تو دیکھ حکومت دے کر
کسی شہر میں کہرام نہ ہونے دیں گے

وما علینا الا البلاغ

فضیلت طلبۂ کرام

نَحۡمَدُاللّٰہَ الۡعَظِیۡمَ اَمَّا بَعۡدُ!

اَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ خَیۡرُ الۡقُرُوۡنِ قَرۡنِیۡ ثُمَّ الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَھُمۡ ثُمَّ الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَھُمۡ وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الۡجَمَاعَۃِ اَوۡ کَمَاقَالَ.

کچھ اہل ستم کچھ اہل حشم میخانہ گرانے آئے تھے
دہلیز کو چوم کے چھوڑ گئے دیکھا کہ یہ پتھر بھاری ہے
زخموں سے بدن گلزار سہی تم اپنے شکستہ تیر گنو
خودترکش والے کہدیں گے یہ بازی کس نے ہاری ہے

محترم ومکرم جناب علماء کرام اور طالب علم بھائیو!

میں آج خاص طور سے اپنے طالب علم بھائیوں سے خطاب کرنا چاہوں گا میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ طالب علم کون تھا اور کون ہے، طالب علم کون ہوتا ہے، کس کو کہتے ہیں طالب علم، اسی بات کو سمجھانے کے لئے آپ کے روبرو ہماری

حاضری ہے اور لکھنے اور یاد رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ آئندہ نسلوں کی بھی ضرورت ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ مدرسہ مسجد کی چہار دیواری میں اور بغیر پریس کے سلوٹوں والے کپڑے پہنے ہوئے اور سر پر ٹوپی اوڑھے ہوئے اور چہرے پر داڑھی سجائے ہوئے اور شلوار ٹخنے سے اوپر کئے ہوئے یہ جو لوگ نظر آتے ہیں کوئی دوسری تعلق ہے جو علم نہیں جانتی جسے ترقی سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ لوگ قدامت پرست ہیں، رجعت پسند ہیں، ترقی کے راستے کی رکاوٹ ہیں، ان لوگوں کو انگریزی نہیں آتی، یہ انٹرنیٹ نہیں جانتے۔ کیسے خوش مزاج لوگ ہیں کہ ٹی وی نہیں دیکھتے، ایسے غیرت مند لوگ ہیں کہ اپنی اماں کو بہن کو اپنی بیوی کو اور اپنی بیٹی کو بغیر برقعہ کے باہر نہیں آنے دیتے۔ اذان دینا امامت کرنا ان کا کام ہے، انکی رسائی اور دوڑ صرف مسجد تک ہے۔ اس کے آگے ان کا دماغ کام نہیں کرتا، ان کی سوچ کام نہیں کرتی۔ یہ لوگ ترقی نہیں جانتے، یہ فرقہ پرست لوگ ہیں معمولی معمولی بات میں جذبات میں ابھر جاتے ہیں بھڑک اٹھتے ہیں یہ غریب لوگ ہیں ان کا کام لوگوں کو لڑانا ہے فساد برپا کرانا ہے یہ طالب کا وہ نقشہ ہے جو انگریز نے اپنے چیلوں چپاٹوں کو بتایا تھا۔ یہ طالب علم کی وہ شکل وصورت ہے جو آج مسلمانوں کے ذہن میں بیٹھی ہوئی ہے اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ اپنے بچوں کو مدرسہ میں داخل کرو تو وہی انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ پہلے دنیا کی سمجھ آنے دو دوکان اور کاروبار کا علم آنے دو تھوڑی بہت انگریزی اسے سیکھنے دو میں اسے مدرسہ میں بھیج کر عضو معطل نہیں بنانا چاہتا، بے کار بنانا نہیں چاہتا۔ یہ طالب علم کی وہ شکل ہے جو انگریز نے بتائی، یہودیوں نے بتائی امریکہ نے بتائی جس کا ہمارے مسلمانوں نے بھی اعتبار کرلیا۔ اس لئے آج اسکول اور کالج والے یونیورسٹی والے

طلبہ سے چڑتے ہیں ان کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں ان کی شکل وصورت دیکھ کر تعجب میں پڑجاتے ہیں آؤ اگر تمھیں طالب علم کی تاریخ دیکھنی ہے تو تمھیں تھوڑا سا سفر کرنا ہوگا۔ مکہ کی سنگلاخ وادی کی طرف جانا ہوگا اس زمانہ میں جب وہاں ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعلان کر چکا تھا تو اسی وقت دار بنی ارقم میں پہلا مدرسہ بن چکا تھا اس مدرسہ کا طالب علم کون تھا ؟ صدیق اکبرؓ تھے، فاروق اعظمؓ تھے، عثمان بن عفانؓ تھے، علیؓ تھے اس مدرسہ میں زید بن حارثؓ پڑھتے تھے اس مدرسہ میں بلال حبشیؓ پڑھتے تھے اس مدرسہ میں حضرت حمزہؓ نے بھی سبق لیا تھا اس مدرسہ میں صحابہؓ نے اپنے آپ کو تیار کیا تھا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ مدرسہ بند کر دو ان لوگوں کو نکال دیا جائے اور مدرسہ کو بند کر دیا جائے مدرسہ پر پابندی لگا دی جائے۔ ابو جہل نے کہا بند کرو۔ لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حم سجدہ) مدرسہ کرو تم غالب آجاؤ گے قرآن نہ سنو اور نہ سننے دو قرآن نہ پڑھو اور نہ پڑھنے دو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ مگر دیوانے چل پڑے مدینہ کی طرف مدرسہ سینہ میں لئے ہوئے۔ وہاں مصعب بن عمیرؓ پہلے مدرسہ کھولے بیٹھے تھے پھر جا کر دوسرا مدرسہ قائم ہو گیا۔ آج کی تاریخ میں ان کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہاں پڑھانے والے محمد رسول اللہ تھے جبرئیل نئے نئے سبق لایا کرتے تھے۔ سبق پوچھا بھی کرتے تھے، شاگردوں کے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا کرتے تھے اور استاذ سے پڑھنے کا طریقہ بھی سیکھتے تھے یہ مدرسہ قائم ہوا دنیا کے سارے لوگ پریشان، مدینہ کے منافق پریشان ہو گئے کہ مکہ والوں کی جان چھوٹی تو مدینہ والوں پہ آپڑی۔ یہ مدرسہ کرے گا کیا؟ مدرسہ نے بتایا کہ ہم سب کچھ کرنا جانتے

ہیں لوگوں نے یہ کہا مونگ اور مسور کی دال کی !، ابو ہریرہؓ کو دیکھو، اس انسؓ کو دیکھو، اس بلالؓ کو دیکھو اور خبابؓ کو دیکھو ان مدرسہ کے طلبہ کو دیکھو ان کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے پہننے کے لئے کپڑے نہیں ہیں اور باتیں کرتے ہیں لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کہ ہم دین کو غالب کردیں گے اور پہلے اپنی روٹی کا تو بندوبست کرو اپنے کپڑوں کا نظم کرو سڑکوں پر پڑے رہتے ہو کہ کوئی روٹی کے ٹکڑے دیدے اور تم کھا لیتے ہو اور تم کہتے ہو ہم مدینہ میں خلافت کریں گے ہم مکہ میں خلافت لائیں گے ہم روم اور فارس کو فتح کریں گے۔

او طالب علمو! تمھارا دماغ خراب ہے مگر تاریخ نے دیکھا یہی طلبہ تھوڑی دیر کے لئے کتابیں بند کر کے ہاتھوں میں تلواریں لے کر بدر کے میدان کی طرف جا رہے تھے اور اسی پرچم کا ثبوت دے رہے تھے جس پرچم میں سفید رنگ علم کی نشانی ہے اور کالا رنگ جہاد کی علامت ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اپنے مدرسہ کی بنیاد رکھو تیرے مدرسہ کو نہ کوئی بند کرسکا ہے اور نہ بند کرسکے گا تیرا مدرسہ مکہ سے اٹھایا گیا تو مدینہ میں جا کر آباد ہوگیا تیرے مدرسہ پر مدینہ والوں کی انگلیاں اٹھیں تو بدر میں جا کر پڑاؤ ڈال دیا پھر بدر کے میدان سے واپس آیا تو تو نے مدرسہ نہیں چھوڑا وہی نبی تھے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وہی طالب علم تھا کہ سیکھ رہا تھا اور یاد کر رہا تھا یہ جو آج حدثنا حدثنا کی خوشبودار آواز لگتی ہے یہ ہمیں بتاتے ہیں کہ مدرسہ بند نہیں ہوسکتا اس لئے کہ ہم نے نبی کے الفاظ کو یاد رکھا ہے، نبی کی اداؤں کو محفوظ کیا ہے نبی کی وفاؤں کو یاد رکھا ہے، نبی کی شکل وصورت کو یاد رکھا ہے، نبی کی گفتار کو نبی کے کردار کو یاد رکھا ہے۔ خدا کی قسم نبی کی

مسکراہٹ کو بھی یاد رکھا ہے ہم نے نبی کی تلوار کو یاد رکھا ہے، ہم نے نبی کے عمامہ کو یاد رکھا ہے، نبی کی جنگی ٹوپی کو یاد رکھا ہے، ہم نے نبی کے سر پر لگنے والے زخم کو یاد رکھا ہے۔ رب کعبہ کی قسم ہم اس لعاب کو بھی نہیں بھولے جو نبی طلبہ میں تقسیم کرتے تھے اور ہم اس خون کو بھی نہیں بھولے جو نبی دین کی خاطر لٹایا کرتے تھے دنیا والو تم دینی طالب علم کی نظیر و مثال نہیں لگا سکو گے اس دین و علم کی حفاظت کے لئے ان طالب علموں نے جن سے سمندروں کو عبور کیا ہے اور جن امتحانات کو پاس کیا ہے تنگیوں اور گھاٹیوں کو عبور کیا ہے تم اس کو تصور میں بھی نہیں لا سکتے ہو۔ یہ مدرسہ چلتا آرہا ہے مدینہ والوں نے سازش کی کہ مدرسہ بند کرو آپس میں مشورہ ہو گیا کہ قرآن ان کے مشورہ کے سلسلہ میں ذکر کرتا ہے لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ دور میں گئے تھے جہاد کیلئے واپس آگئے راستہ میں مشورہ ہو گیا لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ: جب ہم مدینہ کی طرف لوٹیں گے تو ہم عزت دار لوگ ان ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ ہائے میرے اللہ! ان منافقوں کو کیسا ناز تھا اپنے معزز ہونے پر اُس زمانہ میں بھی تھا اور اِس زمانہ میں بھی ہے۔ یہ مدرسہ والوں کو ذلیل سمجھتے ہیں حالانکہ آسمان بھی جانتا ہے کہ یہ منافق ذلیل ہیں، فرشتے جانتے ہیں کہ یہی ذلیل ہیں اور ذلیل بزدل ہوتا ہے یہ منافق بزدل ہے، ذلیل کمینہ ہوتا ہے یہ منافق کمینے ہیں، یہ غیروں کے ہاتھوں بکنے والے، مشرکوں کے ساتھ معاہدہ کرنے والے یہ قیصر و فارس کے سامنے گھٹنے رگڑنے والے یہ منافق اپنے آپ کو معزز سمجھتے تھے اور آج بھی معزز سمجھتے ہیں۔ نہ یہ کل معزز تھے نہ آج معزز ہیں۔ مشورہ ہو گیا کہ مدرسہ بند کرو اسی مدرسہ کے گرانے والے کے گھر سے ایک طالب علم کھڑا ہوا اور کہا آقا حکم دیجئے گردن اڑا دوں اس منافق کی

۔مدرسوں کی حفاظت کے لئے خدا فرعون کے گھر موسیٰ کھڑا کرتا ہے ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ایسا ماضی میں ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟

او طالب علم !یاد کر تو اس زمانہ میں طالب علم تھا تجھے نبی پڑھایا کرتے تھے صحابہ ایک دوسرے کو پڑھایا کرتے تھے تو مدرسہ کا طالب علم تھا مگر تو جہاد سے غافل نہیں ہوا۔ تو وہاں پڑھا کرتا تھا مگر تو مخلوق خدا سے غافل نہیں ہوا۔تو خدا کے نافرمانوں سے غافل نہیں ہوا۔طالب علم یاد کر تو نے ہی معرکۂ بدر لڑا تھا،تو نے ہی احد لڑا تھا،تو نے ہی خندق کھودی تھی،تو نے ہی خود خندق کے اندر اپنے نبی کے پیٹ پر پتھر باندھ کر روم وفارس کو فتح کا اعلان کرتے سنا تھا۔او طالب علم تیری غیرت کا یہ نشان تھا کہ تو اپنے استاذ کے ساتھ عمرہ کرنے جارہا تھا کہ عمرہ کریں گے کہ راستہ میں جا کر ایک طالب علم بھائی گم ہوگیا،ایک مسلمان گم ہوگیا تیرا ایک ساتھی گم ہوگیا ۔کافروں نے اسے گرفتار کرلیا گرفتاری کی خبر ملی ۔او طالب علم یاد کر!پھر تیرا مدرسہ کہاں سجا تھا،تیرا مدرسہ ایک درخت کے نیچے سجایا گیا تھا وہ درخت بھی محفوظ کرلیا گیا۔تو نے اپنے استاذ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا تھا،تو نے اپنے آقا کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا تھا،تو نے موت پر بیعت کی تھی وہ طالب علم جب موت پر بیعت کر رہا تھا تو پورا مکہ لرز رہا تھا اور آسمان سے یہ صدائیں آرہی تھیں اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا :فتح آج اتر چکی ہے زمین پر میرے محترم طالب علم بھائیو! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مدرسہ کا نصاب کیا ہے۔میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ مدرسہ میں سب سے پہلے قرآن پڑھایا جاتا ہے مدرسہ میں نبی کا کلام پڑھایا جاتا ہے ۔مدرسہ میں قرآن پاک سے لے کر دینی مسائل یعنی فقہ اور اصول فقہ پڑھائے جاتے

ہیں مدرسہ میں علوم عربیہ پڑھائے جاتے ہیں۔ مدرسہ کے اندر نبی کی سیرت اور سوانح کی تعلیم دی جاتی ہے مدرسہ میں قرآن کی تفسیر پڑھائی جاتی ہے مدرسہ میں اس کی بلاغت پڑھائی جاتی ہے اس کے پیغام پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ مدرسہ مکہ سے چلا تھا پھر اس مدرسہ نے مدینہ میں جڑیں پکڑیں یہ مدرسہ منتقل ہوتا ہوا اس درخت کے نیچے پہنچا پھر دوبارہ مکہ کی طرف منتقل ہوا، ہر گھر میں جا کر کھلا وہاں سے یہ مدرسہ طائف کی طرف منتقل ہوا۔ طائف میں مدرسہ کو کھولنے نہیں دیا گیا تھا بلکہ پتھر مارے گئے۔ وہاں سے نکالا گیا تھا اللہ کے نبی اللہ کا کلام لے کر وہاں تک پہنچے آخر اللہ کے نبی دنیا سے چلے گئے صحابہ نے مسند سنبھالی، خلافت بھی چلاتے تھے اور مدرسہ بھی اس لئے کہ نبی کا یہی کام تھا وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کتاب سکھانی ہے حکمت سکھانی ہے نبی کی حدیث سکھانی ہے علم فقہ سکھانا ہے۔ صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں طالب علموں کو حکم دیا گیا کہ تم روم پر چڑھائی کرو وہ روم پر چڑھائی کرنے کے لئے آ گئے فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں طالب علموں کو حکم دیا گیا کہ تمھیں فارس پر چڑھائی کرنی ہے وہ فارس پر چڑھائی کرنے کے لئے آ گئے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں یہ مدرسہ منتقل ہوتا چلا گیا۔ پھر میرے یارو! علی المرتضیٰؓ نے اس مدرسہ کو لے جا کر کوفہ میں منتقل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو کہ علامہ تھے، جو وقت کے فقیہ تھے، جو وقت کے فقیہ اعظم تھے، جو وقت کے مفکر اسلام تھے جنھوں نے ابو جہل کی گردن بھی کاٹی تھی اور جہالت کا گلا بھی دبا دیا تھا وہ عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ میں جا کر ڈیرہ ڈال دیتے ہیں اسی کوفہ میں اللہ تعالیٰ ابراہیم نخعیؒ کو پیدا کرتے ہیں، حمادؒ کو پیدا کرتے ہیں، مدرسہ آب و [illegible] سے چلتا ہے۔ خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں کوفہ کی سرزمین پر وہاں سے ایک

اور طالب علم نکلتا ہے جس کو دنیا امام ابوحنیفہؒ کے نام سے جانتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا امام المسلمين فما في المشرقين له

نظير ولا بالمغربين ولا بالكوفة رأيت الغائبين له سفاها خلاف الحق

مع حجج ضعيفة (اخبار ابی حنیفہ ص ۹۰ ج ا ر مکتبہ شاملہ)

یہ امام ابوحنیفہ مدرسہ لے کر آ گئے، امام ابوحنیفہ کے سبق میں قرآن بھی ہے حدیث بھی ہے، قتال بھی ہے جہاد بھی ہے اور دیکھو ابوحنیفہ کا شاگرد عبداللہ بن مبارک ایک سال حج کرتا ہے ایک سال جہاد کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کتابیں لکھتے ہیں او طالب علم تیرا استاد عبداللہ ابن مبارک ہے تیرے امام ابوحنیفہ ہیں ابوحنیفہ کے دو شاگرد پیدا ہوتے ہیں ایک طرف امام ابو یوسف بیٹھے ہوئے ہیں ایک طرف امام محمد بیٹھے ہوئے ہیں۔ اما محمد نے قلم تھا ما لوگوں کو کتاب لکھ کر دیدی ایسی کتابیں لکھ کے دیدیں جن میں دین کے مسائل تھے مگر امت کو جہاد کے مسائل کی ضرورت تھی امام محمد نے سیر کبیر لکھ ڈالی۔ ادھر امام ابو یوسف بیٹھے ہوئے تھے پتہ تھا مسلمان دنیا میں حکومت کرنے کے لئے آیا ہے ٹیکس دینے کے لئے نہیں آیا غلامی کرنے کے لئے نہیں آیا فدیہ دینے کے لئے نہیں آیا۔ امام ابو یوسف نے اسلامی حکومت کے قوانین مرتب کئے۔ یہ قوانین آج بھی ہیں۔ یہ مدرسہ چلتا رہا اسی مدرسہ میں نورالدین زنگیؒ پیدا ہوا، اسی مدرسہ میں سے تاریخ نے نورالدین زنگی جیسا طالب علم دیکھا جس نے دمشق میں دارالحدیث بنایا یہ پہلی دارالحدیث تھی اس مدرسہ سے صلاح الدین ایوبیؒ پیدا ہوئے آپ کو معلوم ہے کہ صلاح الدین ایوب کہاں پہنچا؟ یاد رکھو دنیا والو وہ بیت المقدس پہنچا تھا آج بھی مدرسہ کے طالب علم خدا کے باغیوں کو للکار رہے ہیں نہ ہم

نے مدرسہ چھوڑا ہے اور نہ ہی ہم نے اپنے آباؤ اجداد کی روش ترک کی ہے۔ میرے یارو! مدرسہ کی تاریخ بہت تابناک ہے میں آپ کو پوری تاریخ سامنے رکھ کر اور پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں ساری دنیا کو چیلنج کر کے کہتا ہوں ان میں سے کوئی ایک بات کو جھٹلا دے، مدرسہ نے بے غیرت پیدا نہیں کئے، مدرسہ نے بزدل پیدا نہیں کئے، مدرسہ نے ایمان فروش پیدا نہیں کئے، مدرسہ نے بکاؤ مال پیدا نہیں کیا۔ مدرسہ نے کافروں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والے پیدا نہیں کئے، مدرسہ نے غیروں کے سامنے سر جھکانے والے پیدا نہیں کئے۔ مدرسہ میں سکھایا گیا کہ ایک اللہ کے سامنے پیشانی خم کرنی ہے اسی کو مشکل کشا ماننا ہے، اسی کو حاجت روا ماننا ہے اس میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت سکھائی گئی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سکھائی گئی رسول اللہ ﷺ سے تعلق جوڑنا سکھایا گیا، صحابہ سے تعلق سکھایا گیا، علماء سے تعلق سکھایا گیا۔ دنیا والو! طالب علم ماضی کی تاریخ میں میدان میں لڑتا ہوا نظر آئے گا، مسند حدیث پر حدیث پڑھاتا ہوا نظر آئے گا، مسند تفسیر پر قرآن سکھاتا ہوا نظر آئے گا۔ مدرسہ کے لئے جب کوئی تقاضہ کھڑا ہوا امت کو جب بھی ضرورت پڑی اسی مدرسہ نے رہنمائی کی کبھی مدرسہ کے ساتھ غداری نہیں کی کوئی ماضی میں ایک مثال پیش کر سکتا ہے۔

میرے بھائیو! کیا قرآن پڑھنے والے کہیں بک گئے ہوں۔ ہائے حضور کے زمانہ میں سولی پر لٹک کر بھی قرآن کو نہیں بھلایا ان لوگوں نے ہمارے استاذ امام ابوحنیفہ کا جنازہ دمشق کی جیل سے اٹھایا ہے مگر سر نہیں جھکایا۔

مصلحت پسندی کے نام سے دین کو جھکانے والو! کس کا نام لیتے ہو اور کس کا کردار بناتے ہو۔ مسلمانو! دیکھو امام ابوحنیفہ اپنی حق بات پر جمے رہے مگر سر نہیں جھکایا ایسا

پیغام دے کر گئے ہیں کہ آج ان کے ماننے والے سر کٹوا تو لیتے ہیں مگر سر جھکاتے نہیں ہیں پھر ہمارے استاذ احمد بن حنبلؒ کو دیکھو کوڑے کھا رہے ہیں۔ کوڑے کھا کر بھی دین نہیں بدلا، جسم لہولہان ہے زخمی ہیں مگر امام احمد ابن حنبلؒ وہاں استقامت اختیار کرتے ہیں اور ہمارے استاذ امام مالک کو دیکھو ہمیں ڈرانے والو! ہمارے استاذ کو دیکھو کیسا ظلم ڈھایا گیا گلی گلی کوچہ کوچہ انھیں رسوا کرنے کے لئے گھمایا گیا مگر انگلی بھی کھڑی ہوئی تھی اور گردن بھی تنی ہوئی تھی اور زبان پر حق کا کلمہ جاری تھا اسی طرح جاری تھا جس طرح ہوا کرتا تھا، تم لوگ مدرسہ کو کھیل سمجھ بیٹھے ہو، مدرسہ کی تاریخ سے تم واقف نہیں ہو مدرسہ کے انداز سے واقف نہیں ہو مدرسہ کے کردار سے واقف نہیں ہو۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہمارا آج کا طالب علم بھائی آج اپنے مدرسہ کے کردار سے واقف نہیں، اس کی تاریخ سے واقف نہیں ہے۔ پوری تاریخ کو چھوڑ کر ہم ہندوستان کی تاریخ کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں انگریز منحوس نے اس ملک میں یہ ظلم وستم ڈھائے کس نے آواز اٹھائی تھی۔ آج اپنی جاگیرداری پر فخر کرنے والے تمھارے آباؤ اجداد انگریز کے گھوڑے کی دم صاف کیا کرتے تھے۔ ہمارے علماء درخت پر لٹکائے گئے ان کی کھالیں نوچیں گئیں تھیں تم نے انگریز کو آتے وقت بھی سلام کیا تھا اور جاتے وقت بھی سلام کیا تھا۔ کیا بات کرتے ہو! ان علماء کی استقامت کو یاد کرو۔ ہندوستان کے علماء کی تاریخ پڑھو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اللہ نے کس مٹی سے ان عظیم پتلوں کو پیدا کیا تھا! ایک لاش پر دوسری لاش گرتی تھی ایک درخت کے بعد دوسرے درخت پر لاشیں لٹکائی جاتی تھیں۔ مگر کوئی ڈرنے والا نہیں تھا جھجکنے والا نہیں تھا، کوئی تکنے والا نہیں تھا، انگریز نے کہا ان علماء کو ختم کردیا جائے گا، مدرسوں کو ختم کردیا جائے گا مولانا قاسم نانوتوی نے کہا انار کے درخت کے نیچے شاخ پھیلے گی، ایک ایسا مدرسہ کھلے گا جس کی ترقی

ساری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔دیو بند میں مدرسہ کھل گیاوہ کسی جہادی تنظیم کا نام نہیں تھا،کسی دہشت گرد گروہ کا نام نہیں تھا۔انگریز کیسے پابندی لگاتا ایک تعلیمی ادارہ تھا مگر قرآن پڑھایا جارہاتھا،حدیث پڑھائی جارہی تھی اسی مدرسہ سے کیسے کیسے مجاہد نکلے،کیسے کیسے شہسوار نکلے،کیسے کیسے شہداء نکلے۔تاریخ جانتی ہے کہ اس مدرسہ کا نور پورے ہندوستان میں پھیلا،اس مدرسہ کا نور افغانستان میں پھیل گیا۔اس طرح کے مدرسے بننے شروع ہو گئے جہاں اللہ کا نور مانا جاتا ہے قرآن پڑھایا جاتا ھے۔جہاں حدیث پڑھائی جاتی ہے۔ان ہی مدرسوں کے فارغ التحصیل اپنے دین پر قائم رہے۔لوگوں نے انگریز کا ترانہ پڑھنا شروع کردیا اس مولوی نے اذان نہی چھوڑی،لوگوں نے اپنی شکل تک بدل لی اس مولوی نے لباس تک نہیں بدلا۔جو لباس نبی دے کر گئے تھے مولوی وہی لباس پہن کر کھڑا رہا۔ہائے نبی جو چہرہ دے کر گئے تھے عالم نے اسی چہرہ کو اپنائے رکھا۔نبی نے جس انداز سے پہننے کا طریقہ بتایا تھا مولوی اسی انداز پر جمارہا۔لوگوں نے گالیاں دیں تب بھی جمارہا گولیوں سے مارا تب بھی جمارہا،نہ اس کی گفتگو تبدیل ہوئی نہ اس کا انداز تبدیل ہوا نہ اس کی گفتار تبدیل ہوئی ،لوگوں نے گولیاں ماریں۔ہمارے علماء کو شہید کیا۔ابھی ایک عالم کا جنازہ دفن نہیں ہوتا تھا تو اسی جیسی للکار چاروں طرف سے سنائی دیتی تھی اور تم نے کس کس کو شہید کرڈالا مگر کس کا مشن رک گیا،کس کی بات رک گئی یہ علماء مرتے رہے اور اپنی جانوں کی قربانی دیتے رہے اور دین پھیلتا رہا اور پھیلتا ہی رہے گا۔ان شاءاللہ

اللہ ان مدارس کی اور علماء اور طلبہ کی حفاظت فرمائے۔آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العا لمين

علمائے کرام کی فضیلت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی امابعد!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انما یخشیٰ اللہ من عبادہ العلماء وقال النبی ﷺ العلماء ورثة الانبیاء .

اس فکر میں غنچے زرد ہوئے اس سوچ میں کلیاں سوکھ گئیں
آئین گلستاں کیا ہوگا دستور بہاراں کیا ہوگا
اے موج حوادث ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل پر طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

یہ دنیا اہل دنیا کو بسی معلوم ہوتی ہے
نظر والوں کو یہ اجڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے

یہ کس نے کردیا مجھ کو سب دوستوں سے بیگانہ
مجھے اب دوستی بھی دشمنی معلوم ہوتی ہے

طلب کرتے ہوداد حسن تم پھر وہ بھی غیروں سے
مجھے سن کے بھی اک عار سی معلوم ہوتی ہے

اگر ہمت کرے پھر کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے

میرے محترم برزرگو اور دوستو عزیز ساتھیو! آج چاروں طرف دکھ اور غم کا سماں معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاک ﷺ کے دین پر چاروں طرف سے ڈاکے ڈالے جارہے ہیں ہم راتوں کو جب غفلت کی نیند سو جاتے ہیں دین پر ڈاکہ ڈالنے والے ہر سمت سے حملے کرتے ہیں مسلمانوں کا رشتہ توڑ کر انھیں بے دست و پا کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں کہیں تختۂ دار ہیں تو کہیں جیلیں اور ہتھکڑیاں، کہیں سازشیں کی جارہی ہیں، تو کہیں شرارتیں، کہیں طاقت کا گھمنڈ ہے تو کہیں فتنے، کہیں عریانیت وفحاشی کے ذریعہ مسلمانوں کا دین چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے تو کہیں معیشت اور روزی کا جھانسہ دے کر اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔ وہ دیکھو مدینہ منورہ سے اٹھنے والا نور آج چاروں طرف سے گھر چکا ہے چاروں طرف سے وقت کے دجال اس پر حملہ آور ہیں اور وہ اس غلط فہمی میں ہیں کہ مسلمانوں کو مٹا دیں گے، ہم مسلمانوں کو ختم کر دیں گے، کہیں اسلحہ کے زور پر یہ بدمعاشی رچائی جارہی ہے، تو کہیں سازش اور فتنہ کے ذریعہ سے اپنا رعب دکھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کشمیر کی طرف

دیکھوساڑھے چھ لاکھ سے زائد انڈین آرمی مسلمانوں پر حملہ آور ہیں،چیچنیا میں دیکھو،رشیا کی فوج اپنا پنجہ گاڑنے کے لئے ٹینکوں اور طیاروں کی گھن گرج میں حملہ آور ہے،فلسطین کی طرف دیکھووہاں یہودی اور صیہونی مسلمانوں کو ذبح کرنے کی کوشش کررہے ہیں،افغانستان کی طرف دیکھووہاں وقت کا دجال اتر چکا ہے وہاں اسلام کا نام ونشان ،مولویت کا نام ونشان،علم کا نام ونشان مٹانا چاہتا ہے۔عراق کے صحراؤں کی طرف دیکھو،نجف وکربلا کی طرف دیکھو فوج کی گاڑیاں چل رہی ہیں انسانیت کو سسکتا ہوا چھوڑا جارہا ہے ۔جس طرف نظر اٹھاتے ہیں ۔اسپین کی طرف دیکھتے ہیں ہمیں مارا جارہا ہے۔برطانیہ کی طرف دیکھتے ہیں ہمیں کاٹا جارہا ہے ،ہندوستان کی طرف دیکھتے ہیں ہمیں جلایا جارہا ہے۔

یہ ساری چیزیں اپنی طرف ۔ان سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا رشتہ محمد عربی ﷺ سے کاٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ہمارا رشتہ صدیق اکبروفاروق اعظم سے کاٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ہمیں مجبور کیا جارہا ہے کہ ہم واشنگٹن کو سجدہ کریں،ہم نیویارک کو سجدہ کریں،ہم کس کو قبلہ بنائیں ہمیں سمجھایا جارہا ہے کہ ماضی کی طرف دیکھنا چھوڑ دو،اور مستقبل کی طرف دیکھوتو ہمیں ہمارے ماضی کی کوشش کرنے والے شاید خوشیوں کا جشن منارہے ہیں لہٰذا دشمن اسلام کے پیٹ میں مروڑ پڑی ہے ان علماء کو دیکھ کران مدارس کو دیکھ کر یادرکھنا!تم تو اس غلط فہمی میں ہو کہ ہم خدانخواستہ اللہ کا قرآن چھوڑ دیں گے،نبی کی حدیث چھوڑ دیں گے،تم تو اس غلط فہمی میں ہو کہ ہم خدانخواستہ نبی کا اسلام چھوڑ دیں گے۔تم تو اس غلط فہمی میں ہو کہ ہم خدانخواستہ نبی کا دین چھوڑ دیں گے۔آؤ اس محفل میں بیٹھ کر دیکھیں کہ ہم نے نبی کے الفاظ بھی نہیں

چھوڑے، نبی کا انداز ولہجہ بھی نہیں چھوڑا جیسی حدیث نبی نے پڑھائی تھی ویسی ہی حدیث آج پڑھائی جارہی ہے نبی نے حدیث پڑھاتے وقت صحابی کو زم زم پلایا صحابی نے اپنے شاگردوں کو حدیث پڑھاتے وقت زم زم پلایا انھوں نے اپنے شاگردوں کو حدیث پڑھاتے وقت زم زم پلایا۔ہم نے نبی کی اداؤں کو محفوظ رکھا ہے۔ہم نے نبی کے افکار کو محفوظ رکھا ہے،ہم نے نبی کے الفاظ کو محفوظ رکھا ہے۔اپنے ماں باپ کا نام نہ جاننے والو آؤ ہم تمھیں حدیث کے پچاس ہزار راویوں کے نام بتائیں گے ان کے حالات بتائیں گے ان کی زندگی بتائیں گے،ان کی صبح شام بتائیں گے تمھیں تو اپنے ماں باپ کا نام بھی معلوم نہ ہوگا۔

اے یوروپ کے درندو! اپنی ترقی پر فخر کرنے والو آؤ دیکھو! ان دینی مدارس میں محمد عربی ﷺ کی ادائیں تک محفوظ ہو چکی ہیں یہ لوگ اپنی ترقی کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ کوئی اور نسل ہوگی جو تمھاری شکل دیکھ کر فریفتہ ہوگی ہمیں تو تم کتے اور سور سے زیادہ بدصورت نظر آتے ہو،ہم تمھیں ترقی کے کسی ادنیٰ درجہ پر بھی نہیں سمجھتے،تم ہم سے مطالبہ کرتے ہو کہ مولوی اپنی شکل بدل دے۔

ہائے! محمد عربی ﷺ کی شکل بدلی جا سکتی ہے؟ محمد عربی ﷺ کا طریقہ بدلا جا سکتا ہے؟ جہاں میرے نبی کا ازار تھا دیکھ لو ان علماء کی شلوار وہیں تک ہے تمھاری پینٹ کبھی تنگ ہوتی ہے اور کبھی کھل جاتی ہے،کبھی ٹائٹ ہوتی ہے کبھی اتارتے ہو کبھی پہنتے ہو مگر ہمارے نبی جس جگہ ہمارے کپڑے چھوڑ کر گئے وہیں ہیں۔نبی سر پر جو کچھ دے کر گئے اس سر پر کوئی چیز سوار نہیں ہو سکتی ہے وہی نبی کی شلوار،وہی نبی کی ٹوپی ہے۔تم یہ سمجھتے ہو کہ تمھاری ترقی کی وجہ سے ہم تمھارے پیچھے

پڑیں گے تو ہمیں روزی ملے گی۔یادرکھنا!روزی رب نے (سبحان اللہ) کے کلمہ میں رکھی ہے۔روزی رب نے نبی کے قدموں میں رکھی ہے اور اگر نبی کے قدموں میں ہمیں روٹی نہ ملی تو تم روٹیاں تو کم کرسکتے ہو وہ پتھر کم نہیں کرسکتے جو نبی نے اپنے پیٹ پر باندھا اور وقت کا ہر عالم اپنے پیٹ پر باندھنے کو تیار ہے۔کہاں سے ان پتھروں کو کم کروگے۔جن لوگوں کی راتیں نائٹ کلبوں میں گزرتی ہیں انھیں پریشان کرو، جن لوگوں کو چٹائی پر رونا ہے ان پر تمھاری باتیں کہاں سے اثر انداز ہوں گی۔

یادرکھو!یہ چٹائی پر رونے والے اور وقت گزارنے والے وہ لوگ ہیں کہ جب اسلام پر حملے ہونگے تو یہ کھڑے ہوکر حفاظت کریں گے۔کبھی مصلے پر، کبھی ممبر، کبھی محراب پر، کبھی مناظرے کے اسٹیجوں پر، کبھی جلسۂ عام میں، کبھی محفلوں میں کبھی مجلسوں میں یہی حضرات نظر آئیں گے۔سن لو ہمارے نبی کی وفات پر خوشیاں منانے والو تمھیں نبی ہر قدم پر زندہ نظر آئیں گے ہر کام میں زندہ نظر آئیں گے۔، ہر جگہ زندہ نظر آئیں گے۔ تمھیں کہیں ہم مایوس نہیں ہونے دیں گے آؤ جس میدان میں چیلنج کرتے ہو۔تمھیں اپنے لکھنے پر فخر ہے لیکن تم ہمارے علماء جیسے مصنف نہیں پیدا کرسکتے تمھیں اپنی عقل پر ناز ہے مگر تم وہ حافظ قرآن اور شیخ الحدیث پیدا نہیں کرسکتے ہو جن کو لاکھوں احادیث یاد ہیں۔تم اپنی ہسٹری بھول جاتے ہو تم تو نوکری کا وقت بھول جاتے ہو تمھیں تو رات کو سونے کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں تمھیں تو ماں اور بیوی کا فرق معلوم نہیں ہوا تم کس منہ سے اسلام کو چیلنج کررہے ہو۔تم نے جس میدان میں بھی علماء کو چیلنج کیا ان علماء نے اس کا جواب دیا ہے سیاست میں تم فیل ہوچکے ہو، اقتصاد میں تم فیل ہوچکے ہو اب تمھاری موت کا وقت افغانستان اور عراق میں آچکا ہے تم نے سمجھا تھا کہ ہم اپنی عورتیں ننگی کرکے لائیں گے تو یہ

قوم چھوٹ جائے گی۔ انھیں حیایاد دلانے والاموجود ہے ہم نے سمجھا تھا کہ بھوک اور فاقوں کے ڈر سے انھیں کپکپادیں گے انھیں اماں عائشہ کے حجرہ کی وہ راتیں یاد ہیں کہ چاردن تک کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوا کرتی تھی تم یہ سمجھتے ہو کہ تمھاری دنیوی طاقت اور دھمکیاں اور رعب پیچھے ہٹادیں گے مگر یہ تو طائف کے پتھروں کو نہیں بھولے یہ بدر کے میدان کی جرأت کو نہیں بھولے یہ تو خالد وضرار کی عظمت کو نہیں بھولے یہ تو ابودجانہ کی چال کو نہیں بھولے، عالم کو دیکھ کر پیٹ میں مروڑ اس لئے اٹھتی ہے کہ عالم ماضی یاددلاتا ہے وہ بیماریوں کا حل بتادیتا ہے اس لئے کہ ایک عالم زمین پر ایسا چمکتا ہے جس طرح آسمان پر ستارے چمکتے ہیں ان کو سلام کرنے کے لئے فرشتے جوق درجوق اترتے ہیں۔

اپنے بیٹوں کو اسکول وکالج کی غلاظت میں ڈالنے والو! خدا کی قسم اگر تمھیں کسی طالب علم کی عظمت کا پتہ چل جاتا، تمھیں کسی حافظ قرآن کی عظمت کا پتہ چل جاتا تو تم اسکول کے کالے دروازہ پر اپنے بچوں کو نہیں بھیجتے اپنی بچیوں کو نہ بھیجتے تم مدرسہ کے دروازے پر آکر پڑجاتے ۔صحابہ ایک ایک حدیث کے لئے ہزاروں سینکڑوں میلوں کا سفر کرتے تھے مہینوں مہیوں سفر کرتے تھے ان کو پتہ تھا کہ یہ علم زندہ ہے تو دین زندہ ہے جب علم مٹ جائے گا تو دین مٹ جائے گا اور جب دین مٹ جائے گا تو اللہ اس زمین کو برباد کردے گا اس کو تباہ کردے گا۔

اس دین ودنیا کو قائم رکھنے والی چیز صرف قرآن ہے ،سنت کا علم ہے، کتاب کا علم ہے، فقہ کا علم ہے ان علوم کی برکت ہے جس کی وجہ سے روزی اتر رہی ہے ان علوم کی برکت ہے کہ چاند چاندنی دے رہا ہے ان علوم کی برکت ہے کہ بارش برس رہی ہے، ان علوم کی برکت ہے کہ غلہ زمین سے نکل رہا ہے۔

خدا کی قسم! جب علماء ختم ہو جائیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا سربراہ بنالیں گے تو اللہ آسمان سے بارش نہیں برسائے گا اور زمین پر رہنے والوں کو کتے اور سوروں کی شکل میں بدل دے گا اس لئے کہ زنا عام ہو جائے گا، گانے بجانے عام ہوں گے ۔ دنیا والوان علماء کو ختم نہیں کرسکو گے ان شاء اللہ ۔ اس لئے کہ اگر یہ ختم ہو گئے تو اس دنیا میں تم بھی نہیں رہ سکو گے۔

الغرض! عام لوگوں کو کیا پتہ قرآن کیا ہے وہ غلاف میں بند کر کے چوم کر اوپر رکھنے والوں کو کیا پتہ کہ رب سورۂ فاتحہ میں کیا کہتا ہے سورۂ بقرہ میں کیا کہتا ہے کس طرح سے قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ جب تمھیں پتہ ہی نہیں کہ قرآن ہے کیا تو کون جان دے گا؟ کون حفاظت کرے گا؟ کون راتوں کو جاگے گا؟ کون اس کے شان نزول کو ڈھونڈھے گا؟ کون اس کے ناسخ و منسوخ میں غور کرے گا، کون اس کی عبارتوں کو کھڑے ہو کر دنیا کے سامنے سنائے گا۔ مسلمانو! تمھیں تو پتا ہی نہیں کہ نبی کیا فرما کر چلے گئے بخاری، ترمذی، صحاح ستہ کیا ہے۔ معلوم نہیں آج کے مسلمانوں کی زندگی کیا ہے۔ نہ حرام کا پتہ ہے نہ حلال کا پتہ ہے۔ عطاء اللہ کے گانے سارے جھوم جھوم کر سنتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ کس وقت آسمان سے کیسا عذاب نازل ہو رہا ہے اور قرآن کی محفلیں سونی چھوڑ دی جاتی ہیں چاروں طرف ڈاکوؤں کے بیچ میں چند محافظ ہوتے ہیں جن کے پاس قرآن کا علم ہوتا ہے، جن کے پاس سنت کا علم ہوتا ہے ان پر نوکریوں کے دروزے بند کردئے گئے انھوں نے نوکریوں کو پاؤں کی ٹھوکروں میں رکھا، اپنے سر پر بوجھ لا دلا د کر جوان ہوئے انھوں نے راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی جوانی کو بوڑھا کر دیا مگر اپنے رب کے قرآن کا ایک حرف ضائع ہونے نہ دیا الف تک ضائع ہونے نہ دیا آج

چند لوگوں نے کھڑے ہو کر قرآن کے غلط نسخے کو چھاپ دیئے ہمارے ایک عالم ربانی نے کھڑے ہو کر چیلنج کر دیا اور قرآن کے الفاظ کو ٹھیک کر دیا۔ یہ راتوں کو جاگنے والے لوگ تھے یہ ناچنے والے لوگ نہیں تھے یہ قرآن کی حفاظت کرنے والے لوگ تھے۔

مسلمانو! اگر تم نے ان علماء کی قدر نہ کی، علماء کی حفاظت نہ کی، ان علماء کے ساتھ اپنے ہاتھ نہ ملائے تو تم بھی برباد ہو جاؤ گے اور ان علماء کے محافظوں پر بھی دشمنوں کو ہاتھ اٹھانے کا موقع ملے گا۔ آج چاروں طرف سے ڈاکوؤں کے درمیان میں ہر چند محافظ کھڑے ہو کر ایک ہی اعلان کرتے ہیں کہ اسلام زندہ ہے قرآن زندہ ہے، کتاب وسنت زندہ ہے فقہ اور حدیث زندہ ہے، یہاں تک کہ ہماری زندگیاں تو ختم ہو سکتی ہیں لیکن نبی کے علوم میں کسی طرح کی کمی نہیں آنے دی جائے گی۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ آج مدرسوں کی طرف رجوع کم ہو رہا ہے ہر جماعت ہر طرف کھڑے کو ہو کر علم کی شان کو کم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ خدا کی قسم علم کی شان کو سمجھو ورنہ جہاد فساد بن جائے گا یہ علم ہے جس نے تصوف کو رب تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دیا۔ یہ علم ہے کہ جس نے خانقاہ اور مدارس کو آباد کیا۔ دین کا شعبہ علم سے خالی ہوتا جائے گا۔ کفر کی آماجگاہ بنتا جائے گا فتنوں کا ذریعہ بنتا چلا جائے گا اس لئے اٹھو اپنے بچوں کو اسکول سے نکال کر اپنے بچیوں کو کالج سے نکال کر ان کو نبی کا قاعدہ پڑھنے کے لئے بٹھاؤ۔ دیکھو تو آسمان پر اعلان ہو رہا ہے کہ میرے فلاں بندے کا نام جہنم کی فہرست سے کاٹ کر جنت کی فہرست میں لکھ دو اس لئے کہ وہ علم کی شاہراہ پر چل پڑا ہے۔ جس شاہراہ پر گرنے والی سیاہی آسمان پر نور بن کر چمکتی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

نظامت برائے انجمن

تمہید

عظمت و اصلاح کی محفل سجی ہے دوستو
جو میں شرکت ہے مبارک اور سعادت دوستو
حضرین بزم کو ہے باادب میرا پیام
السلام السلام السلام السلام

حامداً و مصلیا امابعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم الرحمن علم لقرآن خلق الانسان علمہُ البیان (سورۂ رحمٰن) وقال النبی ﷺ ان من البیان لسحرا.

گھڑی خوشیوں کی آئی ہے خوشی کی چاہ دیکھیں گے
بسا کر نور آنکھوں میں تمھاری راہ دیکھیں گے
فلک سے چاند اترے گا ستارے مسکرائیں گے
میری بزم میں خوشی میں جب آپ تشریف لائیں گے

مؤقر اساتذۂ کرام و معزز مہمانان عظام و طلبۂ خوش انجام ہم پورے سال

محنت، کدوکاوش اور جدوجہد کے بعد اپنی سابقہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے آج پھر آپکے رُوبرُو ہوئے ہیں۔آج کی محفل الوداعی محفل ہے اس محفل میں ایک سے ایک کلاکار موجود ہے اسی لئے میں زیادہ طویل عرصہ تک یہاں محیط نہیں رہوں گا۔ہمارا سفر ہماری منزلیں اتنی سرعت کے ساتھ طے ہوگئیں کہ ہمیں احساس بھی نہ ہوا۔حقیقت یہ ہے کہ آپ کے جذبوں نے انگڑائیاں لیں اور آپ کے پیہم تقاضوں نے ہمیں مہمیز کیا تو ہمیں احساس ہوا کہ سویرا ہو چکا ہے۔

سامعین ذی وقار! آج کا یہ پروگرام بہت ہی مختصر اور دلکش ہے ہمارے پاس ایسے مقرر ہیں کہ جس موضوع پر بھی میں انھیں مکلّف کروں وہ بلا چوں چرا ہمارے رُوبرُو ہونگے۔

حضرات! اس پروگرام میں آپ کو معلومات سے لبریز احساسات کی دنیا میں لے جانی والی اور آنکھوں کو نمناک کرنے والی باتیں ملیں گی۔

لیکن دوستو! ہم اپنے اس جدوجہد اور کدوکاوش میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں یہ فیصلہ آپ کے حوالے ہے ہم امید کرتے ہیں کہ آپ آخری مرحلہ تک ہمارے ہم رکاب رہیں گے۔

تحریک صدارت

رفقائے سفر شرکاءِ بزم!

مناسب ہے کہ سب سے پہلے تحریک صدارت ہو
معاً احباب کی جانب سے تائید صدارت ہو

ارباب دانش و بینش اور ارباب علم و فضل جب کوئی مذہبی، سیاسی، یا اصلاحی پروگرام کرتے ہیں تو اس کے لئے باقاعدہ آغاز سے قبل مسند صدارت پر کسی لائق و فائق اور مسلّم الثبوت شخصیت کو فائز کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ان کی سربراہی و سرپرستی میں اجلاس بحسن و خوبی اختتام کو پہنچے۔

تو لیجئے! بزم کی صدارت اور ہماری رہنمائی کے لئے کس شخصیت گرامی کا نام نامی اسم گرامی کا انتخاب ہو اس کی ذمہ داری ہم اپنے انجمن کے.................. مولوی ....کاندھے پر ڈالتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ۔

ڈھونڈتی ہے جس کو آنکھیں وہ تماشہ چاہئے
چشم باطن جس سے کھل جائے وہ جلوہ چاہئے

تائید صدارت

محترم سامعین ! یہ مبارک تجویز صدارت بلاشبہ ہم سب کے دل کی آواز ہے اسی آواز دل کا اظہار کریں گے مولوی..................... موصوف ڈائز پر۔

برائے تلاوت

اللھم زد فزد!

ہم سفر دوستو! بفضل اللہ وعونہ آرزوئیں شادکام اور تمنائیں بامراد ہوئیں اور حضرت والا کی جانب سے شرف قبولیت نے ہمیں یہ دلکش موقع فراہم کردیا کہ باضابطہ جلسہ کا آغاز کرسکیں۔

تو آیئے!

اس کی سب سے پہلی کڑی افتتاح بالخیر کی سعادت سے بہرہ ور ہوں۔ وہ خدائے پاک کی آخری کتاب قرآن کریم ہے اس قرآن نے دنیا کے بے انتہا لوگوں کو کفر وضلالت کے راستے سے نکال کر ہدایت پر گامزن کیا ہے۔ یہ قرآن جس کے بارے میں رب کہتا ہے لاریب فیہ۔

سامعین عظام!

آج کے اس پروگرام کا آغاز بھی رام رام کے الفاظ سے نہیں ہوگا، اوم شنواۓ کے الفاظ سے نہیں ہوگا بلکہ شہنشاہوں کے کلام قرآن کریم سے ہوگا۔ یہ ایسی

کتاب ہے جو شک وتردد سے بالاتر ھدی للمتقین ہے جس کا ہر پارہ لاجواب، ہر رکوع بے مثال ، ہر سطر لازوال، ہر لفظ مسعود، ہر حرف مبارک، ہر حرکت دلکش، ہر سکون دل آویز، ہر نقطہ بصیرت افروز اور بقول علامہ اقبال علیہ الرحمہ

محمد بھی ترا جبرئیل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجمہ تیرا ہے یا میرا

یعنی میرا ترجمان ہے۔

تو آیئے !اس عظیم الشان امر قرآن کریم کی تلاوت باسعادت کے لئے میں آواز دینا چاہوں گا ایک ایسے قاریٔ قرآن کو جو دلوں کر تڑپا دیتا ہے جن سے میری مراد قاری محمد..........صاحب ہیں۔

قرآن کی تلاوت کو آ، آ دل کی طراوت کو آ
آ دل کی نظافت کو آ، آ محفل کی بدائت کو آ

حضرت قاری صاحب مائیک پر

سبحان اللہ! حضرت قاری صاحب واقعی جداگانہ لب ولہجہ اور حسن صوت اور قرآنی آیات پڑھ کر پوری مجلس کو زعفران زار اور مشک بار بنا گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ نور کی برسات ہوگئی۔

برائے نعت

مندوبین عظام!

شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ نبی کی شان میں یوں گویا ہیں۔

یہ پھول نہ ہوتا تو کلیوں کا تبسم نہ بھی نہ ہوتا

یہ گل نہ ہو تا تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہوتا

جس نبی ﷺ کریم کا مؤلد مکہ ہے ج، جس نبی ﷺ کی تفریح گاہ ساتوں آسمان ہے، جس نبی کی حکومت بحر و بر سے اٹھ کر چاند سورج تک ہے جن کی طرف مکہ منسوب ہوا تو مکرمہ بن گیا اور مدینہ نے نسبت حاصل کی تو منورہ بن گیا۔ خیالات کی پرواز نے ساتھ چھوڑ دیا اور کہنے والوں نے یہ کہہ کر ہتھیار ڈال دئے کہ۔

انقلاب دہر کا روح رواں وہ کون تھا

باعث تخلیق ہستی کن فکاں وہ کون تھا

وہ کہ نازاں جس پہ تھا خود خالق عرش عظیم

ایسا کامل اس جہاں میں اے زماں وہ کون تھا

بڑے بڑوں نے جب ہتھیار ڈال دئے تو ہم بھی سپر انداز ہو کر ذکر خدا کے بعد نبی رحمت ﷺ کے تذکرہ سے اپنے سوز عشق کو سکون دینے کے لئے عزیزم ....کو مدعو کر رہا ہوں۔ موصوف ڈائز پر

سبحان اللہ! سبحان اللہ! نعت رسول اور پھر یہ طرز ترنم، یہ لہجہ رکھتے ہوئے بیان و خطابت کے اس ماحول میں لئے چلتا ہوں جہاں از ماضی تا حال حضرت انسان نے تقریر و خطابت کو حصول مقاصد کا ذریعہ بنایا ہے۔

برائے خطابت

سامعین عظام!

آپ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ نعت و تقریر کے درمیان بڑا گہرا ربط ہے کیوں کہ جہاں نعت کی حیثیت ایک گلزار کی ہے وہیں تقریر کی حیثیت مرغ زار کی ہے۔ نعت دریا تو تقریر موج، نعت کہکشاں تو تقریر مسکراہٹ، نعت اگر پھول ہے تو تقریر پتیاں، نعت اگر پتیاں ہیں تو تقریر اس پر بکھرنے والی شبنم ہے۔

لہذا اس مستحکم رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

دوستو! یہ ایک نئی فضا ہے اس فضائے حقیقت کا انکشاف شاعر نے اس طرح سے کیا ہے۔

خطابت مسجدوں میں زینت محراب ومنبر ہے
خطابت معرکوں میں تیر ہے تلوار وخنجر ہے
خطابت وجد میں آئے پھر ہتھیار بن جائیں
کبھی خنجر، کبھی نیزہ، کبھی تلوار بن جائیں
خطابت کی گل فشانی مسلم ہے زمانہ میں
یہ نجاشیؓ کے آگے جعفر طیار بن جائیں

تو آیئے اسی طرز خطابت کا ایک نمونہ ملاحظہ کریں بر موضوع ''وحدانیت کا اعلان''

دوستو! وحدانیت کا اعلان ہمارے لئے کوئی نیا اعلان نہیں ہے اس کے لئے

تقریباً سوا لاکھ انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ دنیا کو غیر

کے در سے ہٹا کر ایک خدا کے سامنے جھکائیں اور کیوں نہ ہو۔

مخلوق بے شمار ہے لیکن خدا ہے ایک
حاجت طلب بہت سہی حاجت روا ہے ایک
کیوں مانوں بات میں توحید کے خلاف
میرا رسول ایک ہے، میرا خدا ہے ایک

تو لیجئے! اس عقیدت پسند موضوع کے لئے مدعو کر رہا ہوں مولوی محمد

..........صاحب کو

ہزار راستے آنکھوں کے سامنے ہیں مگر
مجھے تلاش ہے جس کی وہ راستہ دے دے

مقرر موصوف ڈائز پر۔

سیرت نبوی کا اخلاقی پہلو

جو ہر لحاظ سے موزوں ہے زندگی کے لئے
حضورؐ ایسا نمونہ ہیں آدمی کے لئے

دوستو! سیرت نبوی ﷺ کا اخلاقی پہلو یہ موضوع بے انتہا وسیع اور طویل ہے جس کو ولی بستوی نے یوں کہا ہے

قلم اشجار ہوں سارے سمندر روشنائی ہوں
مکمل ہو نہیں سکتی مگر سیرت محمدؐ کی

اور شیخ سعدیؒ نے سیرت نبوی کے مختلف گوشوں کو یوں سمایا ہے

ہے کمال رتبۂ مصطفیٰ بلغ العلیٰ بکمالہ
یہ اثر ہے ان کے جمال کا کشف الدجیٰ بجمالہ

کسی ایک ادا کی تو بات کیا حسنت جمیع خصالہٖ

وہ خدا کا جس نے پتا دیا صلوا علیہ وآلہٖ

تو آیئے! سیرت نبوی کے اخلاقی پہلو پر روشنی ڈالنے کے لئے میں آواز دے رہا ہوں مولوی..........صاحب کو کہ

مقرر موصوف ڈائز پر

اللھم زد فزد: ناظرین کرام!

اصلاح معاشرہ

اصلاح معاشرہ یہ ایک ایسا عنوان ہے جس نے انسانوں کی رگوں کو بے پناہ اور بے انتہا جھنجھوڑا ہے۔ ہماری سوسائٹی ہمارا معاشرہ ہے یہ اس قدر برباد ہو گیا کہ ہمیں احساس بھی نہیں ہوا اسی سمجھانے کے لئے علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے یوں محسوس کیا ہے۔

برف کے کھیت میں ہم آگ بھی لگا سکتے ہیں

آج پھر ڈھیر کو گلزار بنا بھی سکتے ہیں

تو آیئے! اس شعلہ انگیز موضوع کے لئے میں مدعو کر رہا ہوں مولوی محمد..............کو کہ

اے دوست لب کشائی کی زحمت نہ دے مجھے
افسانہ میرے دل کا بڑا دردناک ہے

تبصرہ

ساتھیو! کسی مقرر یا اس کی تقریر پر کوئی تبصرہ نہیں کر رہا ہوں۔ تبصرہ سے اپنا یہ احساس مانع ہے کہ اصل تبصرہ تو وہ ہوگا جو آپ حضرات فرمائیں گے ہم نے تو اپنی انجمن کی کارگزاری اور کدوکاوش کو ظاہری اور معنوی اعتبار سے آراستہ و پیراستہ کر کے آپ کی عدالت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے اپنی اس جدوجہد میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں یہ فیصلہ آپ سامعین کے اوپر ہے۔ کیوں کہ آپ سبھی حضرات اہل علم ہیں اور ہماری جدوجہد نیز کاوشوں کے نتیجہ میں آپ حضرات جو فیصلہ فرمائیں گے یقیناً وہ حق وصداقت پر مبنی ہوگا۔

آزادی کے بعد دور جمہوریت

اللھم زد فزد!

مندوبین عظام!

ذرا جذباتیت کی طوفان خیزی سے بھی لذت آشنا ہوتے چلیں کیوں کہ میری اس فہرست میں ایک موضع انتہائی ولولہ انگیز ہے اور وہ ہے" آزادی کے بعد دور جمہوریت"اس موضع کے تحت میں یہ کہنا چاہوں گا کہ

کھلی ہوئی ہے وطن میں جو صبح آزادی
میرے جہاد کی اور میری جستجو کی ہے
ہے اعتراف مجھے حاشیہ پرتم بھی تھے
میرے انقلاب کی سرخی میرے لہو کی ہے

تو آیئے! اسی موضوع پر خطاب کرنے کے لئے میں مدعو کر رہا ہوں مولوی محمد.........کو..........کہ

شمشیریں چاہے جتنی لے آؤ فوجیں چاہے جتنی لگالو
مجاہد حوصلہ رکھتا ہے تیاری نہیں کرتا

موصوف ڈائزپر۔

پردہ اور حیاء

مندوبین عظام!

بحمداللہ پروگرام رفتہ رفتہ نقطۂ عروج کی طرف بڑھ رہا ہے آج میری زریں فہرست میں ایک عنوان ہے ''پردہ اور حیاء'' اس موضوع کے تحت زیادہ نہ کہتے ہوئے اکبرالٰہ آبادی کے وہ اشعار عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

بے پردہ جو نظر آئیں کل چند بیویاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جوان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کی پڑ گیا

تو لیجئے! اسی موضوع پر تقریر پیش کرنے کے لئے دعوت دے رہا ہوں مولوی محمد..................صاحب کو..........کہ

درد ملت ہے تو آواز اٹھانی ہوگی
صورت حال زمانہ کو بتانی ہوگی

تو جو اٹھ جائے بے پردگی کے خلاف
تیرے ایمان کی یہ زندہ نشانی ہوگی

موصوف ڈائز پر۔

مدارس کی اہمیت

رفیقان محترم!

ہمارے اکابر نے اس ملک میں دین اسلام کے تحفظ وبقا کی خاطر جگہ بجگہ مدارس کی بنیاد رکھی اور اپنے خون جگر سے ان اداروں کی آبیاری وآب پاشی کی اور اس نا قابل انکار حقیقت سے کوئی نا آشنا نہیں ہے کہ ان ہی مدارس کی بدولت ایمان نصیب ہوا۔ اسی تلخ حقیقت کو شاعر نے اس طرح کہا ہے۔ کہ

انھیں حقیر سمجھ کرنہ گل کر دیارو
یہ چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی
وطن کا ذرہ ذرہ ہے اس بات پر شاہد
مدارس کے سپوت اس ملک کے جانباز غازی ہیں

تو آیئے مدارس کی اہمیت پر خطاب کرنے کے لئے میں مدعو کر رہا ہوں

مولوی...........صاحب کو

چپ رہنا بھی ہے ظلم کی تائید میں شامل
حق بات کہو جرأت اظہار نہ بیچو

موصوف ڈائز پر

برائے محادثہ

یہ وہ بازار ہے شاکر فرشتے جس میں بک جائیں
یہاں ہر چیز بکتی ہے بتاؤں کیا خریدو گے

آپ کے چہروں سے آپکے اندرونی احساسات وجذبات اس بات کی عکاسی کرر ہے ہیں کہ آپ مقررین کی گھن گرج ونظم خانوں کی آہ وفغاں کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تکان سے دوچار ہو چکے ہیں تو اس کے ازالہ کے لئے محادثہ برموضوع قرآن سماعت کرلیا جائے۔

تو لیجئے! میں محادثہ برموضوع قرآن پیش کرنے کے لئے مدعو کرر ہا ہوں مولو محمد...........کو کہ آپ اپنی مع ذریت تشریف لائیں اور محادثہ پیش کر کے تھکے سامعین کو

تازہ دم کریں۔

ساقی شرابِ جام وسبو مطرب وبہار
سب آگئے بس آپ کے آنے کی دیری ہے

ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل کیسے روشن ہو

اللھم زد فزد!

رفیقان محترم! میری اس زریں فہرست میں ایک عنوان ہے "ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل روشن کیسے ہو" مجوزہ موضع پر مفصل کلام تو آنے والا خطیب کرے گا۔ موضع کی مناسبت سے میں عرض کردینا چاہتا ہوں۔

تا بکے خواب تغافل میں رہے گا مسلم
ہوش میں آ ذرا دیکھ تو پستی اپنی
پایۂ تحقیر سے ٹھکراتی ہے تجھ کو
اور تو بھول گیا قوم پرستی اپنی

اورنسیم فیضی نے تو یوں کہا ہے۔

کہ اب بھی تیرے لئے دروازۂ نصرت کھلے
ممکن ہے تجھے اب بھی کھوئی ہوئی عزت ملے
دیکھ اب بھی ہے سویرا گھر کی جانب لوٹ آ
اے خدا کے در کی جانب لوٹ آ
پھر سے روشن کر شمع اسلاف کے کردار کی
عصر حاضر کو دکھا تابندگی تلوار کی

تو لیجئے! موضع ہذا پر خطاب کرنے کے لئے مدعو کر رہا ہوں مولوی محمد......کو

تو مجاہد ہے خود اسباب سفر پیدا کر
موج دریا پر نئی راہ گزر پیدا کر

موصوف ڈائز پر!

مسلک دیوبند کیا ہے؟

اللھم زد فزد!

سامعین ذی وقار! آج کی زریں فہرست میں ایک عنوان ہے "مسلک دیوبند کیا ہے؟" عنوان ہذا کی حقیقت کو ایک شاعر نے اپنے کلام میں اس طرح واضح کیا ہے۔

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
دنیا کے سر پہ ہے احسان مصطفیٰ
تاحشر اس پہ رحمت پروردگار ہو
پیدا کئے ہیں جس نے فدائیان مصطفیٰ
اور گونجے کا چہار سُو نانوتوی کا نام
بانٹتا ہے جس نے بادۂ عرفان مصطفیٰ

تو لیجئے! اسی عنوان پر تقریر پیش کرنے کے لئے میں مدعو کر رہا ہوں مولوی محمد..........کو کہ

آنکھ کو بیدار کردے وعدۂ دیدار سے
زندہ کردے سوز کو جوہر گفتار سے

عربی تقریر

ایهاالأخوة فی اللّٰہ!

مـمـالاشک فیـه ان اللغة العربیة لهما اهمیة عظیمة وکیف لاوهـی لـغةسیـد العرب والعجمﷺ ولغة القرآن المحترم ولغة اهل الـجنة کـمـاوردفـی الخبرعن النبی الصادق الابرﷺ انهٗ قال :تحب الـعـرب .لثـلاث لأنـی عـربی والقرآن عربی وکلام أهل الجنة عربی حبهـا مـن الـدیـن وبذل الجهو دفیها من التوفیق ومن اخذهااخذبحظ وافر.

ألآن أقـدم أمـامـکـم ألأ خ............یـلقی الکلمات بلغة عربیة فلیتقدم مشکورا.

ذکر صاحب خیر

اللہ نے ہر زمانے میں لوگوں کے درمیان فرقِ مراتب کو ملحوظ رکھا ہے، چاہے وہ علم ہو یا پھر کسب و معاش اور اس سے آگے دنیاوی اعتبار سے مال وزر، ہر ایک چیز کا ہر فرد و بشر کو مل جانا عقل و مشاہدہ سے بعید نظر آتا ہے، کیونکہ اس آب و گل میں ہمیشہ یہ ضابطۂ خد رہا ہے کہ اس نے ہمیشہ اپنے دین کا حامل کمزور طبقے کے لوگوں کو بنایا ہے، جیسا کہ تاریخ شاہد ہے لیکن بہت ہی کم حضرات ایسے ہوتے ہیں علمِ دین کے ساتھ ساتھ سیم وزر سے مالا مال ہوئے۔

انھیں کمیاب لوگوں میں ہمارے عزیز و مکرم اور مشفق و محسن جناب حاجی سعید احمد صاحب اور حاجی محمد احمد صاحب ہاپوڑ جامعہ خادم الاسلام ہاپوڑ ہیں کہ جنھوں نے کتاب کی طباعت میں ایک رقمِ کثیر خرچ کر کے دامے، درمے، سخنے ہر اعتبار سے حصہ لیا، اسلئے ممنون و مشکور ہوں اپنے مخلص و کرم فرما کا اور رب کے حضور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اس طرح کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔